الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون

نقیب الاولیاء

جلد دوم

دفتر اول

درحالات حیات غوث وقت قطب زمان حضرت مولانا

شاہ محمد رمضان صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ صدیقی مہمی

مصنفہ

عالم اکمل فاضل اجل اخطل ثانی آتشی زبان علامہ فہامہ جناب خانصاحب ابو سلیمان پیرزادہ

مظفر احمد صاحب فضلی نقشبندی صدیقی ڈپٹی کلکٹر نہر ڈویژن دہلی

ابن مولانا شاہ محمد غوث بن مولانا شاہ محمد اسمٰعیل برادر حقیقی حضرت شاہ محمد رمضان

صاحب شہید رئیس قصبہ مہم فیوضہم

در افضل المطابع دہلی بحسن انصرام میرزا عبد الغفار مطبوع گردید

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اے پیر خرابات تفقد فرمائے ۔ دور از دل ما ورد تردد فرمائے
تو شاہ سلیمانی و من مور ضعیف ۔ با ما بد ہد مژدہ بہ ہُدہُد فرمائے

حمد جناب باری تعالےٰ

اے قلم لکھ پہلے حمد ذوالجلال ۔ داور و داد ار مطلق بیمثال
سر کے بل چل اے قلم اس راہ مین ۔ عجز ہی منظور ہے درگاہ مین
عجز سے ملتی ہے سرداری یہان ۔ مستتر ہے اس زمین مین آسمان
ہے سزاوار ثنا وہ پاک ذات ۔ جلوہ گر ہین ہر طرف جسکی صفات
بے ہمہ و با ہمہ بے چون و چند ۔ قطرہ و دریا ہین اُس سے آب مند
قادر مطلق توانا کردگار ۔ ظاہر و باطن نہان و آشکار
آپ ہے وہ اپنی ہستی کا جواب ۔ آفتاب آمد دلیل آفتاب
اے مرے مولا مرے پروردگار ۔ کس طرح ہو تیری قدرت کا شمار
تو وہ یکتا ہے کہ تجھسا دوسرا ۔ آنکھ نے دیکھا نہ کانون نے سُنا

کیا کوئی دیکھے سنے اُس چیز کو
جسکے امکان کا ہیولا ہی نہ ہو

قُل ہُوَ اللہُ اَحَد ہے تیری شان
خاصہ اللہُ الصَّمَد ہے تیری آن

لَم یَلِد تو ہے وَلَم یُولَد ہے تو
سب صفاتون مین حد و بیحد ہے تو

تو خدا ہے تو ہے رَبُّ العالمین
دوسرا تجھسا کوئی ممکن نہین

تو ہے خلاق جہان ہے تو کریم
ہے تو ہی رحمان ہے تو ہی رحیم

مالکِ روز جزا ہے تیری ذات
خلق کا انصاف ہو سب تیرے ہات

ہمکو دکھلا وہ صراط المستقیم
جسمین رہزن سے نہو کچھ خوف و بیم

کس طرح توحید ہو تیری بیان
تو کہان اور بندۂ عاجز کہان

جبکہ لا احصی ہو فرمانِ نبیؐ
ما عرفناک ہو عرفانِ نبیؐ

پھر بھلا ہے دوسرے کی کیا مجال
جو کرے تیری ثنا مین قیل و قال

غزل

ہر نفس نغمہ ہے تیرے ساز کا
عرش پر غُل ہے مری آواز کا

جوڑ ممکن ہی نہین کوئی ترا
ہے عدم خاکہ ترے انباز کا

ہر ادا مین اک نیا انداز ہے
کچھ ٹھکانا ہی نہین انداز کا

دل ہے پہلو مین کہ دُرِّ شاہوار
کُنتُ کنزاً مخفیاً کے راز کا

ہے مرے دل مین خیالِ ذاتِ حق
صید چڑیا نے کیا شہباز کا

مر کے پائی ہے حیات جاودان
ہے فنا تمغا مرے اعزاز کا

دل کو چھیدا جان کو زخمی کیا
تیر ہے یہ کس قدر انداز کا

ایک ہین ناز و نیاز حسن و عشق
بیچ سے پردہ اٹھا اور راز کا

دم کشش روح روان ہے درد عشق ۔۔۔ سوز کا پرزہ ہے پردہ ساز کا

مرغ قدسی آشیان ہون فضلیبا
اوج ہے سدرہ مرے پرواز کا

مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات

اے خدا اے دو جہان کے بادشاہ ۔۔۔ ہے تری بخشش کا در عصیان پناہ

ہے تری بخشش وہ اے رب غفور ۔۔۔ خواہ ہون کیسے ہی عصیان و قصور

معصیت کو مغفرت پر ناز ہے ۔۔۔ عاصیون کو معصیت پر ناز ہے

گو کہ ہون غرق معاصی سے زبون ۔۔۔ بہ رہا ہے چشم سے دریائے خون

بن نہ آیا کوئی بھی اچھا عمل ۔۔۔ دل رہا مرہون صد لیت و لعل

کام کا کوئی نہین گو میرا کام ۔۔۔ عمر کھوئی مفت مین یون ہی تمام

غم ہو پر کیون مجکو اپنے کام پر ۔۔۔ ناز ہے عصیان کو تیرے نام پر

ہے غضب پر تیری رحمت کو سبق ۔۔۔ دفتر عصیان ہے برہم ہین ورق

مژدہ عصیان کو کہ تو غفار ہے ۔۔۔ عاصیون کا غم سے بیڑا پار ہے

معصیت کے بحر مین دامان تر ۔۔۔ ہے تری رحمت سے مرغابی کا پر

اے خوشا عصیان خوشا آفاق او ۔۔۔ مغفرت را دیدہ ام مشتاق او

کیا ہے گر عصیان کی رحمت عام ہی ۔۔۔ عام ہے درمان رحمت عام ہے

جوش پر ہے رحمت رب غفور ۔۔۔ الفرار اے درد عصیان و قصور

اے مرے مولا مرے پروردگار ۔۔۔ کس طرح ہو تیری رحمت کا شمار

کاہ کو تو کوہ سے ہمتا کرے ۔۔۔ قطرہ بے آب کو دریا کرے

مجکو اچھے کام کی توفیق دے ۔۔۔ ہمت تحقیق دے تصدیق دے

علمِ دین مین دے توانائی مجھے | ہون مین نادان بخش دانائی مجھے
مجکو یارب دولتِ تائید دے | یاس کو فرِّ بارۂ امید دے
بے تری تائید کے ہو کیا حصول | گوشہ نشین بندہ کی ہین ساری فضول
معصیت مین بسکہ ہمیش آہنگ ہون | نفس کافر ماجرا سے تنگ ہون
نفس نے کھویا مرا ناموس و ننگ | ہے مرا آئین سب نیگ و جھنگ
دل جو تھا اک پھول تیرے باغ کا | ہے گناہون سے نمونہ داغ کا
ہے ہوا و حرص دامنگیرِ دل | یا الٰہی کیا کرون تدبیرِ دل
ہے مسلط دل پہ نفسِ بدشیم | مسندِ جسم پر جما دیوِ رجیم
جان ذمائم سے ہے وقفِ ترہات | رل گیا ہے خاک مین آبِ حیات
آہ شیطان جو ہے جان مین گھلا | زہرِ قاتل آبِ حیوان مین گھلا
دل جو رازِ حق کا تھا خلوت کدہ | ہے شیاطین کا وہان اب جمگھٹا
معصیت کے مکتبِ بیداد مین | مین ہون شاغل اُس سبق کی یاد مین

غزل

ظلم پر نفسِ ستم ایجاد ہے | یا خدا فریاد ہے فریاد ہے
خاطرِ ناشاد غم بنیاد ہے | جان وبالِ خاطرِ ناشاد ہے
جان کنی ہے نزع کیحالت مین ہون | تن سے جان کو شوقِ استبعاد ہے
دیو شیطان دے رہا ہے جُل مجھے | کر مدد یارب دمِ امداد ہے
میرے عصیان پر نہ کر یارب نظر | بندۂ مجہول آدم زاد ہے
ہے جگر کاوی مین دل مصروفِ کار | بیستون غم مین یا فرہاد ہے
فتنۂ چنگیز خان ہے دردِ عشق | دل مرا اجڑا ہوا بغداد ہے

تیری رحمت سے نہین ہون ناامید
ہان ترا لاتقنطوا ارشاد ہے

ظاہر و باطن مین تجہسے کامیاب
ذکر لب پر دل مین تیری یاد ہے

خطبۂ قالوا بلےٰ بھولا نہین
مجہکو اپنا عہد و پیمان یاد ہی

زار نالے بلبلون کے باغ مین
میرے حالِ زار کی روداد ہے

عرش پر ہل چل ہی کس کی آہ سے
کیا یہ میرا نالہ فریاد ہے

حلقۂ شیون بنا ہے میرا دل
کس کا غم ہے کس کی مجہکو یاد ہے

جان کا اللہ ہی بیلی فضلیا
صید غافل گھات مین صیاد ہے

عَلَّمَ آدم سے ہون مین ہی مراد
مجہکو ہر اک فن مین استعداد ہے

نعتِ تقدسی آیات جناب سرورِ کائنات خلاصۂ موجودات حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم

صبحدم خورشید آفاق قدم
جب ہوا کوہِ مشیت پر علم

شعلۂ مہر شیون سے فی المثل
ہو گیا روشن سب ایوانِ ازل

دور تک نور بصر جانے لگا
تا ابد عالم نظر آنے لگا

پردۂ علم و عمل معلوم تھا
علم کے پردہ مین سب مکتوم تھا

ہو کا عالم تھا عجب تھا ماجرا
یعنی سب کچھہ تھا ولیکن کچھہ نہ تھا

کُنتُ کنزاً مخفیاً کا دور تھا
حق کی قدرت کا سمان ہی اور تھا

رَبِّ اَرِنی کا ترانہ ہی نہ تھا
لَن ترانی کا بہانہ ہی نہ تھا

غیب کا عالم تھا اور حُبِّ ظہور
تھا چمکنے کو دمِ صبح شعور

لمعہ اک پہلا جو چمکا نور کا
قدر پر کھنچ آیا نقشہ طور کا

ہوش سے کہنے لگا راز ظہور
مرحبا صلِّ علیٰ احمدؐ کا نور

نور ہے یہ صاحب لولاک کا
مرحبا صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ

مرحبا ہوشِ نخستین مرحبا
اے تن و توش نخستین مرحبا

رنگ ہے تیرا بہارِ گلستان
اے رخت نقش و نگار گلستان

ہے تری ہستی کا صدقہ کائنات
بستۂ فتراک تو موت و حیات

ہین ترے ممنون زمین و آسمان
اے کفت ابر کرم خیر جہان

گلعذار آفرینش مرحبا
اے بہار آفرینش مرحبا

مرحبا اے کاروان سالارِ عشق
مرحبا اے رونق بازارِ عشق

گلبانگ پریشان بلبل زار

اے گل خندانِ باغ اصطفا
اے دم دود چراغ اصطفا

ہے مری ہستی کا سامان تیرا داغ
مست بلبل کو کرے جیسے چراغ

اس چمن مین مین ہون وہ مرغ زبون
یادگار گل مین سو داغ جنون

لب پہ جوشِ آہ درد انگیز ہے
جان تیرے شوق سے لبریز ہے

باغ مین ہون مین وہ مرغ بینوا
نغمۂ یا دوست ہے میری صدا

جان دو بھر زندگانی شاق ہے
طاقتِ دل فرطِ غم سے طاق ہے

کب تلک صدمے جدائی کے سہون
غیر ہو کب تک مرا حال زبون

موجزن ہے ہجر کا بحرِ ملال
دیر سے آنکھین ہین مشتاق جمال

رنج و غم مین گر گئے ہین بال و پر
اے گل تر رحم مرغ زار پر

تیرے غم مین اے بہارِ بوستان
رات دن ہے یہ غزل وردِ زبان

غزل نعتیّہ

اے گلِ تر تیرا مرغِ زار ہون
نرگسِ بیمار کا بیمار ہون

اپنی آہون سے ہوا ہون جلکے خاک
یعنی ہم آہنگ موسیقار ہون

طور ہے دل وادیِ ایمن ہے عشق
مین کسیکا طالب دیدار ہون

درد و غم مین موت کیون آتی نہین
اپنے جینے سے بہت بیزار ہون

لو خبر میری خدا کے واسطے
خواجۂ عالم بہت لاچار ہون

جلد بلوا لو مدینہ مین مجھے
تیرہ خاک ہند سے بیزار ہون

ہر روش پہ لوٹتا ہون تیرے باغ کا
پنکھڑی ہون پھول کی یا خار ہون

مجکو مت چھیڑو بھرا بیٹھا ہون مین
سازِ عشقِ مصطفےؐ کا تار ہون

ہو رہی ہے جان پامالِ جنون
کس کا مین وارفتۂ رفتار ہون

معتکف ہی مصطفے یا رازِ عشق
دل یہ کہتا ہی حرا کا غار ہون

ہون گلِ پژمردۂ باغِ مراد
ہمتِ گلچین کا ننگ و عار ہون

مشتغل ہون تیری دھن مین رات دن
نالۂ شبگیر ہون ایوار ہون

میکدے مین دورِ نیرنگی چلا
مست ہون مستور ہون ہشیار ہون

جان ہی جلبابِ حریمِ رازِ حق
بھید کے پردے کی مین دیوار ہون

اعتبارِ خاص ہون عشاق مین
کاروان مین کاروان سالار ہون

گرچہ ہون اک قطرۂ بے آب مین
یادگارِ ابرِ دریا بار ہون

ہون گُلِ پژمردہ باغ مراد
ہمتِ گلچین کا ننگِ عار ہون

مشتغل ہون تیری دُھن مین رات دن
نالۂ شبگیر ہون ایوار ہون

میکدہ مین دورِ نیرنگی چلا
مست ہون مستور ہون میخوار ہون

جان ہے جلبابِ حریمِ رازِ حق
بھید کے پردہ کی مین دیوار ہون

اعتبارِ خاص ہون عشاق مین
کاروان مین کاروان سالار ہون

گرچہ ہون اک قطرۂ بے آب مین
یادگارِ ابرِ دریا بار ہون

دزد ہے میرا دوائے دردِ دل
آپ اپنے درد کا تیمار ہون

مر کے پائی ہے حیاتِ جاودان
دار پر چڑھ کر بنا سردار ہون

مین بگڑتا ہون ذرا سی بات مین
ناز کی مین مین مزاجِ یار ہون

مناقب درشان حضرات خلفائی راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

حضرتِ بوبکر عبد اللہ عتیق
غار مین پیغمبرِ حق کا رفیق

وہ صفا و صدق مین ضرب المثل
جانشینِ مصطفیٰؐ صدرِ اجل

غمگسار و یارِ غارِ مصطفیٰؐ
مال سے جان سے نثارِ مصطفیٰؐ

وہ خوشا پرورد ۂ ضمنِ نبیؐ
وہ نبی کے بعد امت کا ولی

مال اپنا دین پر قربان کیا
دیکے دنیا دین کا سامان کیا

مرحبا یارِ پیمبرؐ مرحبا
مرحبا صدیق اکبرؓ مرحبا

ہے نبی کو ناز تیرے مال پر
ساز و برگِ دین ہے تیرا مال و زر

ثانی اثنین اذ ہما فی الغار ہو
یارِ درِ ہر مشکلِ دشوار ہو

تو صفا و صدق مین ذیشان ہے | وصف مین ناطق تری قرآن ہے
مرحبا فرزانہ پیرِ پاک زاد | مرحبا دانا مرید با مراد
حامیِ دین وہ عمر ابنِ خطاب | شیخ خوش فرجام یارِ اصواب
وحی جنکی راے پر نازل ہوئی | جسنے شرعِ مصطفےٰ کامل ہوئی
شرع مین وہ صاحب السلطان ہے | اُسکا سایہ دافعِ شیطان ہے
میرِ دیوانِ عدالت اُسکی ذات | حق مین ہے اصلِ اصالت اُسکی بات
جامعِ قرآن عثمانِ غنی | دین مین حلم و حیا کی روشنی
وصف ہے اُنکا بارشادِ رسول | ماہ ذی النورین دامادِ رسول
وہ علیِ شہسوارِ لافتےٰ | شیرِ یزدان حضرتِ مشکلکشا
صاحبِ صدق و صفا فرِ قبول | ابن عمِ مصطفےٰ زوجِ بتولؓ
وصف جسکا درج ہے قرآن مین | ہل اتےٰ نازل ہے جسکی شان مین
مرحبا اے چار یار باصفا | مرحبا اے دوستدارِ مصطفےٰؐ
چار رکنِ دین تمھاری ذات ہے | دین مین اونچی تمھاری بات ہے
ہین تمھاری کوششین مشکورِ خیر | ہین تمھارے کام سب مذکورِ خیر
نوحؑ کی کشتی کے ہو تم ناخدا | پار تمنے نوح کا بیڑا کیا
قافلہ سالار ہو تم دین مین | خیر کے آثار ہو تم دین مین
تمسے ہے اسلام قایم بالیقین | رحمتہ اللہ علیہم اجمعین

برزمین تا چرخ باشد سائبان
رحمتِ حق باد برارواح شان

در مناقب حضرت قبلۂ حاجات وکعبۂ مرادات خواجۂ عالم قطب دوران مجدد وقت حضرت شاہ فضل الرحمن صاحب گنج مرادآبادی قدس سرہ

پھر مرا بختِ رسا ہے نازپر
پھر طبیعت ہے نئے انداز پر

منہ مین لبریز معانی ہے زبان
ہے نئے انداز پر حسنِ بیان

نازپر ہے نازمیری جان کو
ہے مرا ارماں مرے ارمان کو

ہے دعا میری تمنائے قبول
میرے مطلب پر ہے خود عاشق حصول

یا الٰہی دل مین کس کا دھیان ہے
ماجرا کیا ہے یہ کیا سامان ہے

یا خدا ہے کس کا مذکور و بیان
شوق ہے بیتاب ہے منہ مین زبان

میرے لب پر کس کا نام آنیکو ہے
عرش سے حق کا سلام آنیکو ہے

ہے نشاط انگیز دل مین جوشِ دل
غیب کی آواز پر ہین گوشِ دل

غیب سے آتی ہے ہر دم یہ صدا
مرحبا فضلی ترا بختِ رسا

حبذا بختِ جو اِن آن مرید
فضلِ رحمن جسکا ہو پیر رشید

میرے مرشد میرے ہادی میرے پیر
فضلِ رحمن دوجہان مین دستگیر

واہ واہ صل علےٰ کیا نام ہے
نام ہے یا کام ہر ناکام ہے

درد مین دکھ مین ہر اک جنجال مین
فضلِ رحمن چاہیئے ہر حال مین

فضلِ رحمن وہ شریعت مین سمر
بر طریقِ حضرت خیر البشرؐ

سنت و قرآن اُن کی جان ہین
سنت و قرآن پر قربان ہین

وہ شریعت مین ہمہ صدق وقبول
بر سر مانا باصحاب رسولؐ

سنت و قرآن پہ ہو سب کاروبار
وہ سراپا عشق و شوقِ مصطفیٰؐ
راز دانِ آیتِ قلبِ سلیم

سنت و قرآن ہے اُنکا شعار
بستۂ زنجیر و طوقِ مصطفیٰؐ
مصطفیٰؐ کی سنتوں پر مستقیم

غزل

ہے ترا خوانِ نعم خوانِ رسولؐ
ہیں ترے مہمان مہمانِ رسولؐ

ہے ترا در آستانہ فیض کا
بہہ رہا ہے بحرِ عرفانِ رسولؐ

خرقِ عادت ہے عیاں ہر بات سے
ہیں سراپا آپ برہانِ رسولؐ

بسکہ ہے ہر بات میں سنت کا پاس
ہے ترا فرمان فرمانِ رسولؐ

ہے صفائی میں ترا علم و عمل
گوہرِ رخشندۂ کانِ رسولؐ

چھو گیا جسکو اُسے ناجی کیا
آپ کا داماں ہے دامانِ رسولؐ

تیری تبلیغِ پیامِ شرع میں
ہے عیاں انداز سے شانِ رسولؐ

خلق پر ہے آپ کا لطف و کرم
جس طرح امت پہ احسانِ رسولؐ

جسنے چھوڑا آپ کے دامان کو
چھوڑ بیٹھا ہاے دامانِ رسولؐ

آپ ہیں ممتاز یوں اخیار میں
مرسلوں میں جسطرح شانِ رسولؐ

ہاں ادھر بھی اک نگاہِ مستِ ناز
بہرِ حق اے مستِ مستانِ رسولؐ

تیرا در ہے اور فضلی غریب ہاں
بعد ازیں جان تو و جانِ رسولؐ

خواجۂ عالم نوازی کی بندہ نوازی اور نعمتوں کا شکریہ

دل مین آیا کس کے احسان کا خیال ہے زبانِ شکر میرا بال بال
شکر ہے کس کا بیانِ آرزو ہر بنِ مو ہے زبانِ آرزو
کیا کہون کیا آپ نے احسان کیا قطرۂ بے آب کو عمان کیا
ذرے کو مہر درخشان کر دیا مور مسکین کو سلیمان کر دیا
بھر دیا پھولون سے دامانِ مراد یا الٰہی باغ تو سرسبز باد
کیا کہون مین کیا مرا فرجام تھا اپنی ہستی سے عبث بدنام تھا
ہستی کی تہمت تھی بہتانِ عبث موجزن تھا جوشِ طوفانِ عبث
تونے اپنے لطف سے اکرام سے اپنی فیاضی سے فیضِ عام سے
شہرِ ہستی سے مجھے بے غم کیا بے ہمہ و باہمہ خورم کیا
وہ نظر تھی یا تھی اکسیرِ صفا جسنے تانبے کو کیا شکلِ طلا
مثنوی مین ہان بہ فراستی خوب ہی فرما گئے ہین مولوی
کیمیا و ریمیا و سیمیا کس نداند جز بذاتِ اولیا
وہ توجہ تھی کہ خضرِ راہِ حق جسنے کھولے سرِ پنہان کے طبق
تھی وہ تلقین یا پیامِ جبرئیلؑ یا کہ خود جذبِ خداوندِ جلیل
لوثِ ہستی سے مجھے فارغ کیا اوج و پستی سے مجھے فارغ کیا
ہے تحیر کیا سے مین کیا ہو گیا آپ مین اپنا تماشا ہو گیا
ریختند آن بادہ اندر جامِ من گشت دورِ بیخودی بر کامِ من
ہو گیا ہے اور ہی کچھ میرا حال آکے اب اے بیخودی مجھکو سنبھال
وہ جو تھا افسانۂ قال و مقال للہ الحمد ہو گیا ہے اپنا حال

کعبۂ جان ہو گیا ہے دیرِ دل ‏ ‏ ہے نئے عالم مین ہر دم سیرِ دل
ہین لطائف یا کہ ہین بحرِ روان ‏ ‏ نور ہے یا شعلۂ آتش فشان
نورِ حق سے ہین لطائف نور زار ‏ ‏ پڑ رہی ہے نور کی دل پر بوہار
خواب و بیداری مین دل بیدار ہے ‏ ‏ قربت و دوری مین وصلِ یار ہے
ہے حضر سیر اسفر غربت وطن ‏ ‏ خلوتِ دل ہے مقامِ انجمن
خیمہ زن ہے جان مین سلطانِ فکر ‏ ‏ ہے مسلط ملکِ دل پر شاہِ فکر
قہرمانِ ذکر ہو ہے ہر نفس ‏ ‏ ہے دلیلِ کاروان بانگِ جرس
مجھکو ساقی نے پلایا ہے وہ جام ‏ ‏ جم بھی کرتا ہے مجھے جھک کر سلام
اے خوشا من وے خوشا احوالِ من ‏ ‏ حبذا ای بختِ فرخ فالِ من
جام مین بادہ تھا یا آبِ حیات ‏ ‏ یا کہ تاثیرِ جلالِ اسمِ ذات
مے کہون یا فیضِ ربانی کہون ‏ ‏ یا کہون جوشِ خمِ رازِ بطون
میرے ساقی میرے خضر خوش شیم ‏ ‏ تجھکو اپنے عیش و مستی کی قسم
عشرتِ پیرِ مغان کا واسطہ ‏ ‏ مستیِ چشمِ بتان کا واسطہ
واسطہ رندانِ مے آشام کا ‏ ‏ واسطہ نقل و شراب و جام کا
جب تلک ہے دور مین گردونکا جام ‏ ‏ دور یہ چلتا رہے یون ہی مدام
کم نہووے یارے کیفِ ذوقِ دل ‏ ‏ دور یہ ہو دورِ جامِ متصل
یون ہی میخانہ مین ہو شرب مدام ‏ ‏ جام کو مینا کرے جھک کر سلام

ہو دماغ و دل مین مستی کا عمل
نغمۂ لب ہو یہ برجستہ غزل

غزل

مستم از جام تو مستم یللے | سرخوش از نام تو ہستم یللے
کام دل از فضلِ رحمٰن یافتم | جام جم آمد بدستم یللے
یللے یاران کہ در دیرِ مغان | عہد با پیمانہ بستم یللے
محتسب پیمانہ ام بشکست و من | محتسب را سر شکستم یللے
خرقۂ سالوس را کردم قبا | بر میان زنار بستم یللے

اظہار شکر نعمت

حضرت شاہ ثناء اللہ بندہ پیر خرابات کاشمیری قدس اللہ سرہ

آفرین مجھپر مرے آئین پر | آفرین میرے طریق و دین پر
بسکہ ہے منعم پرستی میرا کام | فی المثل ہوں اپنے منعم کا غلام
محسنان را بندہ ہستم یللے | یللے منعم پرستم یللے
یعنی ہے منعم پرستی میرا دین | آفرین اس دین پر سو آفرین
شکرِ نعمت شکرِ منعم شکرِ رب | شکر مین اللہ کے داخل ہین سب
ہے بہ مضمونِ حدیث مصطفےٰ | واہ کیا مضمون ہے صل علے
شکر بندہ کا کیا جسنے ادا | شکرِ حق گویا کہ وہ لایا بجا
میرا محسن میرا منعم میرا میر | وہ ثناء اللہ ولی کاشمیر
خواجہ دین پرور و عرفان مآب | بندۂ پیر خراباتی خطاب
وہ خراباتِ مغان مین پیرِ عشق | مستِ مستان سے تاثیر عشق

بندۂ پیرِ خراباتِ مغان — قبلۂ آمال و حاجاتِ جہان
کامیابِ آبِ حیوانِ علوم — خضرؑ سے تھا اُنکو فیضانِ علوم
خضرؑ نے اُنکو جو ساقی تھی زبان — فیض سے تھے خضر کے رطب اللسان
خضر سے نسبت تھی اُنکو کام مین — خضر کا آبِ بقا تھا جام مین
شہر ہے پنجاب مین اک گوجرات — شہر ہے یا چشمۂ آبِ حیات
متصل اُسکے ہی اک چھوٹا مقام — ہی جلالپور جٹان اُسکا نام
اوج پر تھا اخترِ بخت بلند — پہونچی بامِ عرش پر میری کمند
فرِ توفیقِ خدا یاور ہوئی — بدرقۂ قسمت قضا رہبر ہوئی
آپکی خدمت مین پہونچا ناگہان — درگہِ حضرت مین پہونچا ناگہان
جاکے خادم نے خبر کی آپکو — یہ کہ اے آگاہ دل فرخندہ خو
در پہ اک سائل بکف محتاج ہی — بے نوا ہے چکمۂ مرحاج ہے
ہے درِ دولت پہ اک شوریدہ حال — جسکی صورت سے ٹپکتا ہی سوال
ہی تو سائل پر لبِ خاموش ہی — صورتِ اخگر سراسر جوش ہی
یون کیا ارشاد خادم سے کہان — جلد اُس مہمان کو لاوٴ یہان
لے گیا جب سامنے خادم مجھے — دیکھکر مجھکو یہ فرمانے لگے
مرحبا اے خواندہ مہمانِ عزیز — مرحبا خوش آمدی جانِ عزیز
دیر سے تھا مجھکو تیرا انتظار — شکرِ حق لایا تجھے پروردگار
پیرِ حق آگاہ فرخ فال کی — عمر تھی کچھ بیش و کم سو سال کی
خضر سے پہونچا تھا جو آبِ بقا — آپ نے مجھکو دیا مین نے پیا

لب ہلے چٹایا آپ نے اپنا مجھے		ایک قطرہ سے کیا دریا مجھے	

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے حضرت قبلۂ حاجات وکعبۂ مرادات شاہ ثناء اللہ متخلص بہ بندہ پیر خرابات کاشمیر کے مشہور و باوقار تجار سے ایک دولتمند تاجر تھے شال دوشالہ پشمینہ کی تجارت کا کام کرتے تھے۔ غایت دولتمندی سے مہاراجہ گلاب سنگھ کے عہد حکومت میں راج دربار میں بھی صاحب اعتبار سمجھے کاشمیر کے معزز روسا میں آپ خصوصیت کے ساتھ اعزاز کی نظر سے دیکھے جاتے تھے تجارت کا کام بڑی بڑی تنخواہوں کے ملازم نوکر چاکر کرتے تھے۔ خود اکثر سیر و شکار میں رہتے تھے۔ ایک مرتبہ حسب اتفاق قضا و قدر شکار میں آپ اپنے رفقاء سے جدا ہو کر ایک بیابان بے آب گیاہ میں تنہا رہ گئے۔ بھوک اور پیاس کی شدت میں عالم تنہائی قریب ہلاکت تھے کہ غیب سے حضرت خضر علیہ الصلوٰت والسلام ظاہر ہوئے اور آپ کو پانی پلا دیا پانی کا پینا تھا کہ دنیا کی آگ آپکے دل پر سرد ہو گئی اور کچھ اور ہی لو لگ گئی۔ دولت دنیا پر لات مار کے الفقر فخری کا لباس زیب تن فرمایا۔ جلال پور جٹان میں جو گجرات پنجاب شاہ دولہ کے متصل ایک تاریخی مقام ہے گوشہ نشین ہو گئے اور دم واپسین تک یہیں رہے اور یہیں انتقال فرمایا۔

ششتہ ہوں میرے ابھی مراحل زندگی نے پندرہ سولہ ہی مرحلے طے کئے تھے کہ بحسب اتفاق آب و دانہ مجھے اپنے وطن سے پنجاب کا دور دراز سفر پیش آیا۔ فقیروں کی محبت کا چسکا مجھے بچپن سے تھا۔ آپکے فیض کا شہرہ سنکر شیخ نبی بخش ناظر رئیس گجرات کے توسل سے آپکی بابرکت خدمت میں حاضر ہوا۔ میری فطرتی عقیدتمندی اور اخلاص عقیدت کو کشف باطن سے دریافت فرما کر آپ بہت خوش ہوئے اور نہایت ہی مہربانی سے پرورش فرمانے لگے۔ اپنے کتب خانہ میں قیام کا حکم دیا اور ارشاد فرمایا کہ ان کتابوں کا مطالعہ کیا کرو۔ کتب خانہ میں کتابیں بکثرت تھیں میں اٹھارہ روز متواتر ان کتابوں کو دیکھتا رہا اس عرصہ میں ایک سو گیارہ کتابیں چھوٹی بڑی متفرق علوم و فنون میں خود آپ کی تصنیف کردہ میری نظر سے گذریں۔ آٹھ دیوان فارسی زبان میں تھے سب کے سب آپکے طبع زاد تھے چند روز کے بعد مجھے بلایا اور دریافت فرمایا کہ اپنا مطلب بیان کرو کہ کس غرض سے آئے ہو۔ میں نے دست بستہ مدعاے دلی عرض کیا کہ دین و دنیا کی دولت اور اسکے ساتھ آپکا علم چاہتا ہوں۔ آپ میری درخواست سے بہت خوش ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ ایسا ہی ہوگا ٹھہرو۔

اسم یا وہاب کی زکوٰۃ دلوائی اور نماز کن فیکون کی ترکیب تلقین فرمائی اور اپنی زیر نظر رہنے کا

حاشیہ بقیہ صفحہ ۱۷ حکم دیا اور فرمایا کہ اپنا علم تمکو تمہارے چلنے کے وقت دینگے۔ جب مین زکوٰۃ اسم یا وہاب سے فارغ ہو چکا اور مین نے رخصت چاہی تو فرمایا کہ حسب وعدہ ہم اپنا علم تجھکو دیتے ہین لیکن شرط یہ ہے کہ تم حضرت محبوب سبحانی غوث الصمدانی شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ کو ضامن دو کہ میرا علم ضایع نکروگے دوسرے اس امر کا بھی عہد و پیمان کرو کہ جو کتاب لکھو یا تصنیف کرو اُسمین ہمارا اور حضرت خضرؑ کا واقعہ جس طور سے ہمنے بیان کیا ہے لکھو اور اپنی درخواست اور اپنی کامیابی کا حال بطور اظہار شکر نعمت لکھتے رہو حسب الارشاد مین نے ضمانت نامہ لکھکر پیش کیا اور جس امر پر آپنے عہد و پیمان چاہا تہا عہد و پیمان کیا۔ آپنے کمال شفقت سے پہلے تمام قصہ حضرت خضر سے فیض پانے کا جو مین نے اوپر لکہا ہے بیان فرمایا اور اپنا لب مبارک چاٹکر ارشاد فرمایا کہ جو علم خضر سے ہمکو پہونچا تھا ہمنے تمکو دیا جاؤ خدا برکت دیوے ؎

اے خداے دادِ بیچون و چند	رازہا کردی درونِ سینہ بند
سینہ را صندوقِ سر ہا کردہ	واندران مخزون گہر ہا کردہ
ربط دادی سینہ را با سینہ	ضبط این آئینہ با آئینہ

الحمد للہ والمنۃ کہ ہر جا تاب نے اپنے فیض باطنی کے فروغ ناک پرتو سے ذرہ بیتاب کو خورشید انور بنا دیا مین اپنے بختِ خوش فرجام پر جسقدر ناز کرون تہوڑا ہے ؎

گرچہ خوردیم نسبتے ست بزرگ
ذرہ آفتاب تابانیم

جو اعمال اور اوراد آپنے اپنی پرورش سے مجھے تعلیم فرمائے اور اُنکی اجازت دی وہ مین شکریہ کے ساتھ بطور یاد داشت لکہتا ہون۔ یا رب خانہ احسان آباد۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پشت بقبلہ کردہ سہ صد و بست و سہ بار بخواند و دو رو و صد بار بخواند درود اینست اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّاَصْحَابِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ۔

اَللّٰهُ غَنِیٌّ

بنفس ہمدم مدام مدام باید داشت چہ در رفتن راہ چہ در مجلس نشستن و چہ در دربارہا نشستہ چہ نان خوردہ کہ با اہلیہ خفتہ خفتہ این کار را یاد کردہ مانند دربار روا نیست چہ با غسل بے غسل چہ با جماعت

چہ بے طہارت مدام باشند وریا روانست۔

یا وہاب

بہ ترک گوشت بست و پنج صد مرتبہ بوقت صبح بعد از نماز فجر تا چہل روز بخواند واز شراب و دیگر منہیات پرہیز کند بعد از چہل روز چہار دہ صد مرتبہ وقت فجر بخوانده باشد

نماز کن فیکون

دو رکعت نماز کن فیکون۔ رکعت اول الحمد یکبار قل ہو اللہ صد بار رکعت دوم الحمد صد بار قل ہو اللہ یکبار و التحیات نشستہ سلام کند وزود سر بسجدہ باید نہاد واین دعا بخواند وکف دست بالا کند اے آسان کنندہ دشوار ہا و روشن کنندہ تاریکیہا حاجت من برآر و مقصود من حاصل بگردان۔
بازسر برداشتہ استغفر اللہ استغفر اللہ صد بار درود صد بار باز سجدۂ دوم باید کرد دران سجدہ مطلب از خدا باید خواست۔

نماز چاشت

دو دوازدہ رکعت بہ نیت چہار چہار رکعت ہر رکعت را الحمد یکبار آیۃ الکرسی یکبار قل ہو اللہ الصمد سہ مرتبہ

نظم و نثر

روز شرف ملازمت سے آجتک نظم و نثر میں مین نے جو کتاب تصنیف یا تالیف کی ہے اُسمین اپنے عہد بیان کیمطابق ہمیشہ آپکا ذکر خیر ضرور لکھا ہے۔ میری تصنیفات یا تالیفات سے کوئی کتاب ایسی نہین جسمین مین نے آپ کے برکات فیض کا شکریہ ادا نکیا ہو۔ بلکہ بقول شخصے جسکا کھاے اُسکا گاے ہمیشہ آپ کی مہربانیون کا شکر گذار اور آپکی توجہات کا زمزمہ سنج بیان رہا ہون چنانچہ آپ سے فیضیاب ہو کر سب سے پہلے جو مین نے ایک غزل لکھی تھی اُسکا پہلا شعر یہ ہے ؎

نکتۂ پیر خرابات کہ یادم داد		عقدۂ بود کہ از ناخن ارشاد کشاد	

دوسری غزل یہ ہے

زہد و صفا تصدق طامات می کنم	بیعت بدست پیر خرابات می کنم
شادم بدلفریبی امید وصل یار	از سادگی یقین محالات مے کنم
من عین تو تو عین منی قصہ مختصر	اسقاط صد ہزار اضافات مے کنم
سیارح بر و بحر سلوک وریاضتم	باد اخوشم کہ سیر مقامات مے کنم

انتخاب از کارنامۂ اسلام

مثنوی کارنامۂ اسلام جو فارسی زبان مین میری پہلی تصنیف ہے اور حالات غزوات جناب سرور کائنات صلعم مین مین نے تصنیف کی ہے اُسمین اپنی عقیدت و اخلاص کو حضرت علیہ الرحمۃ کی نسبت اسطرح عرض کیا ہے۔

جہان در جہان از کران تا کران	بگشتم بگرد زمین چون زمان
بسا کوہ وہامون بسے ترکتاز	بسے دیدہ ام از نشیب و فراز
چو راہی گہے قعر دریا شدم	چو مہ گاہ اوج ثریا شدم
بسوئے خرابات آخر شدم	زعشق خراباتیان دم زدم
بما داد پیر خرابات ما	یکے جام از بادۂ دلکشا
چہ مے شیر پرشش گر بکام افگند	چو عیسے زاعجاز دم بر زند
چہ مے شب شود گر سیہ مست او	کند آب از چشمۂ خور بجو
رحیقیکہ کوثر بود لاے او	عقار صفا لاے پالاے او

اسی مثنوی مین دوسرے موقع پر آپکی مہربانیون کا شکریہ اسطرح گذارش کیا ہے

نظامی بود میزبان سخن	منم میہمانش بخوان سخن
ہمانا کنا خواندہ مہمان نیم	مگس وار ریخ مگس ران نیم
بخوان سخن خواندہ مہمان او	گزین ریزہ چین سر خوان او
نظامی خود دم خواند بر خوان خویش	صلا زد بمن زاب دندان خویش
بہ پیشینہ گوے زپس ماندگان	چنین داد از من بگیتی نشان
دو ہندو برآید زہندوستان	یکے دزد باشد دگر پاسبان
بلے پاسبان نظامی منم	کہ بر آستان نظامی منم
ور از خضر شد خضر رہ آشکار	ز پیر سخن من شدم کامگار

اپنے عہد و پیمان کے موافق مین اپنی ہر ایک تصنیف مین آپکے ذکر خیر سے فیض حاصل کرتا رہتا ہون اور اس ذکر خیر سے اپنے باطن مین جو فیض اور برکات مشاہدہ کرتا ہون وہ حد بیان سے باہر ہین ایک نعتیہ قصیدہ مین مین نے آپکی نسبت حسب ذیل لکھا ہے

غزل

بیا بدیدهٔ نشانم که نور چشمانی / بیا بدل دہمت که راحت جانی
ز زلف تست پے کار من پریشانی / چو غمزہ ہاے ترا پیش خیز او غانی
بفکر غم عشق تو ام نتیجہ ٔ واو / از انست پیکر من ہمچو شکل لحیانی
دلم که دزد بگوئید ای کمان داران / وگرنہ مے کنم از آہ تیر گردانی
نیاز من بتجلی او چنان ماند / که پیش غمزہ کافر منش مسلمانی
اشیکه زلفم خداے را کافر / مکن چو از من و البتہ شانہ گردانی
ندانم اینکه سرم بر کدام بالین ست / که نیست پاے دلم را بجاے جبانی
بارگاہِ دو عالم سنم که میدارد / غم جہان بدلم رشتہ بیوگانی
چہ گل شگفت خدایا بگلشن عالم / که بیدل اند ہمه بلبلان بستانی
کدام آئینہ رو عزم گلستان دارد / که گل ز شبنمے بست آئینہ بہ پیشانی
بہوش باش مشو چہرہ با پریرویان / که ابروے تو ندارد بعشق پیشانی
زلب چو بوسہ دادی ذقن دریغ مدار / که گفتہ اند بہ بیمارت آب گردانی
درین زمان ز ترقی اگر نشان خواہد / دہد بہ خانخانان چرخ خوان سامانی
درین زمان که ز جمعیتے نشانی نیست / دلم چگونه بیاساید از پریشانی
کجا روم بہ که گویم بگو چہ چارہ کنم / که تنگ آمدم از فکر آبی و نانی
مرا چہ سود که او حاکم کچہری شد / مرا چہ فائدہ از ناظمان دیوانی
مرا ازین چہ که او بادشاہ عالم بود / مرا ازین چہ که او میکند جہانبانی
منم که تشنہ لبم در سرابِ ناداری / بحالتیکہ چو ابرم بعین گریانی
چو دستگیری من کس نمی کند دہر ق / مرا رسد که رسم بر دریکہ سلطانی
وہند سائل درگاہ او ترا بیرنج / اگر بخواہش خرمہرہ لب بجنبانی
محمد عربی آن که بندہ درِ او / نہ پشت پاے زند بر سرِ جہانبانی
چو این زمانِ ہمہ بالستہ ام بکار اینست / که بر ستودہ پیمبر کنم ثنا خوانی
مرا رسد که کنم خضر رہنما پیدا / که دارم نگہ از گمرہی و نادانی
بپائمردی او در رسم تا بحیات / گذشتہ از سر این تنگنائے ظلمانی

درین رسید بگوشم ندا ز عالمِ غیب
که اے خلاصهٔ سرِ دفترِ خدادانی

درآ به بزمِ نشاط و بزن نوای طرب
که با نواے تو سازست سازِ احسانی

بلے کسیکه شود قطره زن بغیرِ خضر
فتد بلجّهٔ ظلمت چو آبِ حیوانی

نه آب منداز و کس شلو ز کس فائض
چو جامداست باندازِ خویش زندانی

چه زاهدان و چه رندان همه نفور ازو
چو عالمیکه نگهدارهٔ ش ز حیوانی

جزین نگر که چه مه کرد ماه از گردش
که بے خضر شده منزلِ نوردِ کیوانی

همیشه چون سگِ پاسوخته دود هر سو
ز هرزه گردی و ز بے سری و سامانی

کنون که بر گهرت همچون آب روشن شد
که بے خضر نه بود روے راه نورانی

درآ ب میکدهٔ هوش و جامِ وجدانی
بگیر از سرِ مستی بدستِ عرفانی

بدست پیرِ سنا خرقه تازه کن نادان
که کارِ اوست نگه داشتن ز نادانی

جمال روے خرد روے خاندانِ علوم
با بروانِ عمل خوش کشاده پیشانی

اساسِ کاخِ خرد کنگرِ حصارِ ذکا
کمندِ کنگرهٔ فکرهاے طولانی

بهارِ گلشنِ فضل و کمال و دانائی
خزان پودهٔ جهل و زوالِ نادانی

ببین گزارهٔ خواب دماغ شب خیزان
گزین گذارشِ سر دفترِ خدادانی

خرد بمدرسهٔ حکمت و فطانت او
همیشه ته بکند زانوے سبق خوانی

بیان او همه سنجرِ راستی چو خرد
کلامِ او همه روشن چو زادهٔ کانی

دمیکه دست و قلم مے شود به تحریرے
بچشمِ دیدهٔ حورا کنند جردانی

دلش چو ماه منور به نورِ آگاهی
بنش چو دستِ سخاوت بگوهر افشانی

ایا خطیب و لبیبے که در سوالِ نخست
به پیشِ فطنتِ تو هست عقل پرکانی

بعقل عقلِ نخستین کند زبان بازی
ز دانشِ تو کند گر خیالِ نادانی

بدورهٔ تو سوم و رحاب می آید
بآنکه شد ز تو اول معلّمِ ثانی

شگفت نیست گر از نسبتِ تو کشمیرت
علم ز شهره فرازد به مملکِ یونانی

همیشه چپ دهد انداز چپ گرفتن را
چو سایهٔ تو بر افتد برند چپانی

ز خرده گیریِ بدبین چه باک حرفِ ترا
که لعل سنگ نمیگردد از دهن خوانی

دهانِ من بکجا و بیانِ تو زکجا
دگر چه حرف زنم اینکه نیک میدانی

چہ تاب ذرہ بیتاب را بہ رخشانی
چہ آب قطرۂ بے آب را بہ عمانی

خطاب بفرزند دلبند در وعظ و پند

اے محمد احمد جانِ پدر
اے گرامی گوہر کانِ پدر
اے رخت چشم مرا باغ مراد
زخم چشم بد زرویت دور باد
نونہال عمر تو با برگ و ساز
چون امید من بود یارب دراز
دور باد از روے تو چشم بدان
رہ نیابد سوے تو چشم بدان
چشم بد از روے نیکت دور باد
بر رخت اسپند خال حور باد
خطبۂ علم تو بر اوج فلک
یا الٰہی راز گوید با ملک
تا جہان باشد جہان رام تو باد
سکۂ اقبال بر نام تو باد
در جہان باشد سعادت خاص تو
صاف باشد با خدا اخلاص تو
آسمان راد در بر کام تو باد
کام جان و دل مئے جام تو باد
اے ہمایون پور اے دلبند من
گوش کن با گوش دانش پند من
گوش تا گوش خرد ہوش تو باد
پند من آویزۂ گوش تو باد
بر نیاید ہان بسے کز آسمان
من شوم پیر و زتم تو نوجوان
ہر کسے را چون ازین فانی سیر
ناگزیر آمد گذشتن ناگزیر
زود باشد کاحتضار من بود
این وصیت یادگار من بود

قصیدہ فی النصیحت

در رہِ اسلام چون پرکار باش
باز سرگردان و در رفتار باش

کار را باش اے ہنرور کار کن   کاہلی بگذار و مردِ کار باش
بر سرِ میدانِ دین مردانہ کوش   ہمصفیرِ جعفرِ طیار باش
تیز کن تیغِ ریاضت برضان   نفس را آمادۂ پیکار باش
بندگی از بند آزادت کند   بندگی کن خواجۂ احرار باش
فرّ و دولت در خورِ خدمت بود   نصرتِ اسلام کن انصار باش
ترکِ حبِ درہم و دینار گو   در بزرگی مالکِ دینار باش
از خودی بیرون برآور خویش را   محرمِ رازِ حریمِ یار باش
خاکپاے سالکانِ راہ شو   بر فرازِ آسمان سیار باش
گر ہمی خواہی حضوری با خدا   در حضورِ حضرتِ ابرار باش
خوش نباید بود بر عرضِ حیات   موت باشد در کمین ہشیار باش
زار نالی شیوہ کن در باغِ درد   ہمنواے بلبلانِ زار باش
خویشتن را پاک سوز از آہِ خویش   در نواے عشق موسیقار باش
دامنِ دل بند با دامانِ گل   صورتِ گل زخم دامندار باش
زیرِ دستان را میازار اے پسر   از زبردستانِ دین زنہار باش
نعرۂ ارنی بزن بر طورِ دل   ہمچو موسٰے طالبِ دیدار باش
از خمارِ تن برآ در بزمِ دل   از مئے سرجوش جان سرشار باش
آزمندی را برون آور ز دل   فارغ از فکرِ کم و بسیار باش
چشم پوش از جلوۂ ہر خار و گل   ہمچو نرگس در چمن بیمار باش
رائگان از کف مدہ دُرِّ ثمین   ویژہ بر پاسِ نفس ہشیار باش

دانش و کردار چون جان و تنند — زندہ با دانش و با کردار باش
از سرشک چشم طوفان کار خویش — آب روئے ابر دریا بار باش
بر رخ انوار دل برکش نقاب — آفتابے در پس دیوار باش
اہل بینش را بچشم کم مبین — مردم چشم اولی الابصار باش
بر توکل کار کن اے مرد کار — فارغ از افکار کاروبار باش
شرم از مردم مکن در کار حق — بر در عرفان زن و عیار باش
دولت بیدارے جوئی اگر — ہمچو انجم دیدہ بیدار باش
گر کشاد کارے خواہی بدہر — ناخن ہر عقدۂ دشوار باش
چون ہوا شو سازگار ہر مزاج — یابس و تر باش و سرد و حار باش
گر نشاط دل ہمیخواہی نشان — ساز قانون فغان را تار باش
مثل مینا گریہ زاری بکن — ہمچو قلقل خندہ سرشار باش
ار بود فرجام نیکان آرزوت — دور از پیرامن اشرار باش

ہلہ ای فضلی سخن اینست وبس
ہرچہ باشی باش بے آزار باش

عمر گذشتہ پر حسرت ریز نگاہیں اور درد انگیز آہیں اور یاد موت

سر بزانوئے تامل ایک من آشفتہ حال — با دل برداشتہ بیٹھا تھا میں غم سی نڈھال
درد مکروہات دنیا نے کیا تھا مضمحل — لاغری سے تن ہوا تھا سوکھ کر مثل ہلال
تھا کبھی پیش نظر اندیشۂ وجہ معاش — زاد راہ آخرت کا تھا کبھی دل میں خیال

صورتِ افکارِ گوناگوں سے ہر ساعت دماغ
فی المثل چکر مین تھا تمثالِ فانوسِ خیال

آہ تھی ہونٹھوں پہ پیہم دل مین دردِ جانگسل
تھا مری چہرہ سے ظاہر رنجِ باطن کا ملال

اپنے اپنے درد و غم مین تھے مصیبت مبتلا
جان برہم چشم پرنم خاطر حسرت مآل

کی طرح گھیرا تھا آلامِ تعلق نے مجھے
تھا مری چاروں طرف پھیلا ہوا مکڑی کا جال

باپ ماں بھائی بہن جھلا رہے تھے اپنا حق
کہہ رہے تھے اپنے مطلب کی الگ اہل و عیال

تھا نفاق از بسکہ یارانِ منافق کا شعار
ملنے جلنے مین مجھے یاروں سے تھی نفرت کمال

چل رہی تھیں جوتیاں خویش و اقارب مین بہم
بٹ رہی تھی رنج و صدمے ہر جگہ جوتی مین دال

باپ ماں بھائی بہن دامن کشاں تھے اک طرف
دوسری جانب گریباں گیر تھی اہل و عیال

بی بی بچوں کو دکھا کر ہر گھڑی کہتی تھی یہہ
چاہیے اللہ کے بندے کچھہ تجھے فکر مآل

ایری غیرت بوجھ کر کھائینگے تجھکو کب تلک
خوانِ یغما تا بکے ناداں ترا مال و منال

بوڑھی داڑھی کو دکھا کر باپ با چشم پر آب
کہتا تھا جان بابا کچھہ ہمارا بھی خیال

ضعفِ پیری ہو دیا ہو تاب و طاقت نے جواب
گور مین لٹکے ہیں پاؤں غیر ہو اپنا حال

دار و گیر شورشِ ہنگامہ افکار سے
کنجِ دل تھا محشرستانِ غم و رنج و ملال

کشمکش مین جان تھی جینا وبالِ جان تھا
تھا زباں پر نالہ و فریاد میرا بال بال

ناگہاں بادل سے اک بجلی جو چمکی ناگہاں
کیا کہوں بیتابی دل سے ہوا کیا میرا حال

پھر گیا آنکھوں مین نقشہ ہستی موہوم کا
آگیا دل مین مرا عمرِ گذشتہ کا خیال

برق کا لمعہ تھا یا تھی چشمکِ عمرِ رواں
یا زبانِ حال پہ عمرِ شتاباں کی مثال

اب مین وہ تھا نہ دل ہنگامہ آرای جنوں
تھا فقط لب پر یہی افسانہ حسرت مآل

ای مری عمرِ گذشتہ کچھہ پتہ بھی ہے ترا
تو کسی دریا مین مچھلی ہے کہ صحرا مین غزال

ہاے ای عمرِ گذشتہ اب کہاں ڈھونڈوں تجھے
چھان ماری مین نے سب دنیا و ہامون و جبال

ای مری عمرِ گذشتہ ای میرے رعنا غزال
تو کہاں ہی چھان ماری مین نے ہامون و جبال

ہی ترا مسکن زمین پر یا فلک پر آستان
یا بسیرا ہی چمن مین بر سرِ شاخِ نہال

ہمنشینِ عیسیٰ مریم ہی تو افلاک پر
یا کسی اندھے کنوی مین قید ہے یوسف مثال

اُڑ گئی ہی آسمان پر بنکے تو باغِ ارم
دھس گئی ہی یا زمین مین ہو کے تو قارون کا مال

کوہ مین کبکِ دری ہی یا پرستان مین پری
حورِ جنت مین ہوئی ہی یا کہ دوزخ مین عیال

کیف ہی یا کم ہی تو یا ہستی مبہم کا راز
صورتِ موہوم یا نقشِ ہیولائی خیال

سعی دانش گفتگو مین آپ در غربال ہی
ہی سمندر مین کفِ خالی تری جویا کا جال

کیا گذشتہ فرِ اقبالِ مسلمانان ہے تو
جا کے پھر آنا جو تیرا ہو گیا امرِ محال

عمر میعاد زندگانی کا نام ہے پیدایش کے وقت سے اسکا شمار ہوتا ہی عمر کا دار و مدار سانس پر ہے۔ پیدائش کے وقت ہر انسان اپنے مقررہ مدت عمر کے لحاظ سے بڑی عمر کا ہوتا ہے پیدا ہونے کے بعد ہر سانس کے ساتھ عمر کم ہوتی جاتی ہے یہانتک کہ ایک روز آدمی کے زندگانی کے دنون کا شمار پورا ہوکر عمر کے میعاد کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ کسی بزرگ نے اسباب مین کیا اچھا فرمایا ہے سہ

دم بدم دم را غنیمت دان و ہمدم شو بدم
واقف دم باش و دم را مبدم بیجا مدم

لیکن ہاے افسوس و اے نادانی ہماری یہ سمجھ بہت ہی اولٹی ہے کہ جون جون ہمارا رشتۂ حیات کم ہوتا جاتا ہے ہم اسی کمی کو بیشی سے تعبیر کرتے ہین۔ لمولفہ ❀۔

بجا ہے جس قدر اپنی غلط فہمی پہ پچھتاؤن
کہ مین سمجھا تھا نادانی سے کیا اور بات کیا نکلی

بات یہہ ہے کہ آدمی کا ہر سانس اُس کے زندگانی کا ایک مرحلہ ہے پیدا ہونے کے بعد انسان کو ہر سانس زندگی سے دور اور موت سے قریب کرتا ہے لیکن پیدا ہونے کے بعد ماں باپ کہتے ہیں اب ہمارا بچہ ایک روز کا ہوا کل دو روز کا ہو جاوئے گا اسیطرح جون جون اُسکی عمر کم ہوتی جاتی ہے ماں باپ اور نیز سب دنیا والے کہتے ہین کہ اب یہ بڑا ہو گیا یہ نہ صرف نادانی اور انسانی غفلت ہے بلکہ صریح ٹوٹا ہے ہر انسان کے عمر کا کمال اُسکی ہستی اور حیات کا زوال ہے دنیا کی زندگی موت کا پیغام ہے اور جینا مرنے کا نام ہے۔

یاد موت

اجل آئی سوا ہون قطع کرتے ہین کفن میرا
پڑا ہے تختۂ تابوت پہ بے روح تن میرا
مرے مرنیکی شہرت عام ہے ہر کوئی
کوئی کہتا ہے اچھا مجکو کہتا ہے بُرا کوئی
ہے گھر گھر چرچا ماتم ہر زبان پر میرا نوحہ ہے
ہین مرد صلح کل تھا دیر و کعبہ مجکو یکسان تھے
بہم تاکید سے ابرام سے آہستہ آہستہ
جنازہ اٹھنے والا ہے تقاضہ ہے عزیزونکا

مرا مرقد بھی مرقد دیکھتا ہے گورکن میرا
سرہانے سوگ کرتے ہین کھڑے بھائی بہن میرا
ہر اک کوچہ مین ماتم کر رہے ہین مرد و زن میرا
غرض ہر انجمن مین نقل یاران ہے سخن میرا
ہر اک بین و بیان مین یاد کرتے ہین چلن میرا
غم و رنج و الم کرتے ہین شیخ و برہمن میرا
مجھے نہلا کے آخر کار پہنایا کفن میرا
کہ وقت آخری منہ دیکھ لین فرزند و زن میرا

ہین بیٹھے خوش کہ بابا مر گیا میراث ہاتھ آئی
خوشی سے کر رہے ہین سب بہم تقسیم دھن میرا

ہی جورو نوحہ خوان غم مین ولیکن خوش ہی جی مین ہی
کہ سنتی تھی سدا مجبور حرفِ دل شکن میرا

یہ کہتی ہی مری جانے بلا گر مر گیا شوہر
کہ رونا کس سوت لاتا تھا بڑھاپا تھا جلن میرا

خدا لگتی ہے مین لیسے میان سے رانڈ ہی اچھی
چلو جھگڑا چکا آخر ہوا رنج و محن میرا

بہت بد خو تھا جھگڑالو تھا از بس تنگ کرتا تھا
چھٹا پیچھا بحمد اللہ باطرزِ حسن میرا

مجھے کفنا کے دفنایا عزیزون نے جو مرقد مین
کفن چور آیا جھٹ ہو گیا لیکر کفن میرا

مرے ماتم شر پڑا ہے آہ عریان گور سے باہر
خدا پردہ رکھے یا مین نشان زاغ و زغن میرا

نکیرین آئے پوچھا کون ہے تو کس کا بندہ ہی
سدھارے اُلٹے پاؤن خیر سے سنکر سخن میرا

شکنجہ مین دبا کر قبر نے سیدھا کیا مجھکو
نہین بل نام کو باقی نکالا بانکپن میرا

الا ہشیار ای ہستی کے متوالو کہ دنیا مین
تمھاری طرح پر تھا سکہ رائج چلن میرا

لحد مین بعد مردن گت ہوئی ہی کچھ یہ سوکھ پہ میری
گلی ہین ہڈیان کیڑون نے کھایا ہے بدن میرا

نہ گل ہی میرے مرقد پہ نہ میری فاتحہ خوانی
غضب ہے نام بھی لیتے نہین فرزند و زن میرا

فقط اک ذاتِ حق کو ہی بقا باقی ہین سب فانی
نہ بھولو زندگی پر یاد رکھو یہ سخن میرا

مراجی لگ رہا ہی ضیلیا شہرِ خموشان مین
نہ لگتا کسطرح دل ہی یہی اصلی وطن میرا

ف ایک غم ہو تو کوئی صبر مصیبت پہ کرے + آہ فضلی غم دنیا کا ٹھکانہ ہی نہین ہائے افسوس دنیائے بے ثبات کا کیا ماضی کیا حال کیا استقبال الغرض کوئی حال رنج و ملال سے خالی نہین حاصل کلام دنیا ایک ماتم خانہ ہے۔

جس پہلو سے اس غم کی پتلی ...... کو ٹٹولا جاتا ہے سوائے حسرت و حرمان کے کچھ حاصل نہیں ہوتا اسمین کیا شک ہے کہ فی الحقیقت دنیا ایک ماتم خانہ ہے اس سونی بستی میں جو آباد ہوا وہ مآل کار یاس و غم کا نشانہ ہی خود ہمارا اشارہ ہمین بتلا رہا ہے کہ کل ہمارے ماں باپ ہمارے ولادت پر خوشیاں منا رہے تھے آج ہم اونکو اپنے ہاتھوں سے خاکِ فنا میں دفنا رہے ہیں ابھی ہم اس سوگ سے فارغ نہیں ہوئے کہ اپنی بچوں کے ولادت پر سرور و نشاط کے دمامے بجا رہے ہیں ہنوز محفلِ نشاط موجود قایم ہے کہ ناگاہ محلسرا(ے) سے رونے پیٹنے کی آواز آئی معلوم ہوا کہ وہی نونہال سو لود بادِ سموم موت سے جل گیا یہ دنیا کا انجام ہے ایک نظم بطور مرثیہ ہمنے اپنے ایک لڑکے کے واقعہ پر جسکا نام اصغری تھا لکھے تھے جو حسب حال موقع ہے عبرتاً حوالہ قلم تحریر ہے ۔۔۔

انکو داند آنکس کہ دانا بود	کہ دنیا بافسانہ مانا بود
چہ حاصل اگر خضر تا دیر زیست	گر انجام مرگ است باید گریست

یا بندہ پیر خرابات

راہِ فنا پہ بانگِ درا کا شور ہے — یا کوہ سے اترتی ہوئی رو کا شور ہے
یا رعد قہر حق کے تنگ و دو کا شور ہے — یہ ایک دو کا شور نہیں سو کا شور ہے
ہے رہروانِ موت کا تانتا بندھا ہوا — یوں کہہ رہی ہے گور ہے رستا کھلا ہوا
نادان سفر دراز ہے توشہ کمر سے باندھ — آمادہ مرگ پہ ہو کفن اپنے سر سے باندھ
ہر گز نہ آنسوؤں کی جھڑی چشم تر سے باندھ — پتھر سے ہے مقابلہ پتھر جگر سے باندھ
مرنا ضرور ہے تجھے مرنا ضرور ہے — طے موت کا سفر تجھے کرنا ضرور ہے
پیدا ہوا ہے جو اُسے مرنا ہے لاکلام — ہے زندگی ہر اک کے لئے موت کا پیام

اس کاروان سرائے مین کسیکو نہین قیام
دنیا مقام رہگذر کاروان ہے
دنیا ہے کاروان تو ابن السبیل ہے
ہے تو اگر عزیز جہان یا ذلیل ہے
نادان نہ بھول زندگی مستعار پر
دنیا مین کوئی قیصر و خاقان ہوا تو کیا
فرعون وقت موسیٰ عمران ہوا تو کیا
ہر ایک کو اجل نے ٹھکانے لگا دیا
درویش ہو کوئی کہ تو نگر ہی کیون نہ ہو
کشتی ہو بادبان ہو لنگر ہی کیون نہ ہو
ہستی کا بلبلہ ہے نہ ہونے کے واسطے
ہے ہر نفس یہ صور سرافیل کے صغیر
ہو شاہ یا غلام کہ درویش یا امیر
دنیا کی زندگی کا انجام موت ہے
دنیائے بے ثبات مین جو کچھ حیات ہے
ہر نقش کاروبار جہان بے ثبات ہے
کل اصغری کے شور سے تھی گھر مین دھوم دہام
وہ گھر خوشی سے تھا جو نمونہ بہشت کا
مان باپ کے مراد کا بوٹا ہرا بھرا
مان پر سر لگا ہے کہ آج اصغری مری
ہر لب پہ یہ صدا ہے کہ آج اصغری مری
ہے گھر مین نعش بیحس و بیجان پڑی ہوئی
مان کہ رہی ہے بین گئی اصغری کہان
دم ناک مین ہے جان بھی ہونٹون پہ آئی ہے
کیا کیجیے بیان بلا و مصیبتا

کوس رحیل بر سر غوغا ہے صبح و شام
ہر کوئی ایکدم کا یہان میہمان ہے
سینہ مین یہ نفس ترا کوس رحیل ہے
ہستی تری جہان مین فنا کی دلیل ہے
مت کر گمان ہستی نا پائدار پر
یوسف ہوا تو کیا ہے سلیمان ہوا تو کیا
کافر ہوا تو کیا ہے مسلمان ہوا تو کیا
انجام سب کو خاک فنا مین ملا دیا
ابدال و غوث و قطب و پیمبر ہی کیون نہ ہو
بحر جہان مین کوئی شناور ہی کیون نہ ہو
پیرا ہے ہین ہمکو ڈبونے کے واسطے
چھوٹا ہو یا بڑا ہو تو نگر ہو یا فقیر
ہے موت سب کے واسطے انجام ناگزیر
ہر ایک کی حیات کا فرجام موت ہے
سرمست نشہ مئے جام ممات ہے
یہ غور کا مقام ہے عبرت کی بات ہے
کام اس کا آج آہ قضا نے کیا تمام
آج اصغری کی موت سے ماتم سرا بنا
باد سموم موت سے ناگاہ جل گیا
کہرام مچ رہا ہے کہ آج اصغری مری
محشر سا اک بپا ہے کہ آج اصغری مری
مان رو رہی ہے رنج مین سر پیٹتی ہوئی
فریاد یا حسین گئی اصغری کہان
مشکل اڑی ہے سخت علی کی دہائی ہے
غم کا پہاڑ سر پہ گرا وا مصیبتا

چھائی جہان پہ غم کی گھٹا وا مصیبتا
حق کی رضا کہ آئی قضا اصغری مری
ماں کا بھی ہے بین کہ ہیہات اصغری
محشر میں ہوگی اب تو ملاقات اصغری
تو کیا مری ہے دار گئی مجھکو ہائے ہائے
نا آشنا دیار زمانے کی چال اور
ماموں کا حال اور تری ماں کا حال اور
تکفین کا ہے فکر کفن کی تلاش ہے
ہے فکر یہ کہ دفن کروں تیرا تن کہاں
پردیس میں ہوں ہائے ہمارا وطن کہاں
آتی نہیں ہے بن کوئی تدبیر کیا کروں
مجروح تیرے درد سے دل بھی جگر بھی ہے
ضعف و داغ ہے ہمیں دوران سر بھی ہے
ماموں ترا وفور الم سے اداس ہے
خود تیرے غم میں زار ہوں آہ و فغاں سے میں
رونے سے روکوں ماں کو تری کس طرح بہلانے میں
بدلے میں تیرے اے میری دلگیر اصغری
وہ وہ پیاری پیاری شکل تری آہ اصغری
ہیہات تیری موت بناگاہ اصغری
ماں باپ کو تو زندہ درگور کر گئی
اب یہ دعا ہے حق ہمیں صبر جمیل دے
تیرے عوض میں ہمکو جزائے جزیل دے

آئی ہے اصغری کی قضا وا مصیبتا
ہیہات جل گئی مری کھیتی ہری بھری
تجھ بن سنے گا کون مری بات اصغری
کیونکر کٹینگے بن ترے دن رات اصغری
بیٹھی روؤں اپنے آپ کو یا مجھکو ہائے ہائے
مرنے نے تیرے دل میں بڑھایا ملال اور
جنگل میں تیری موت سے بیرا خیال اور
کل رات سے پڑی ہوئی جنگل میں لاش ہے
ملجائے گور بھی تو میسر کفن کہاں
جنگل میں آہ اے گل رعنا چمن کہاں
ہے ہے پلٹ گئی مری تقدیر کیا کروں
ہمت کے ساتھ رنج میں ٹوٹی کمر بھی ہے
اچھو سنے تجھے کچھ آہ ہماری خبر بھی ہے
میری طرح سے ماں بھی تری بدحواس ہے
روتا ہوں تیرے رنج میں بین و بکا سے میں
پتھر کا لاؤں آہ کلیجا کہاں سے میں
مرجاتا کاش یہ پدر پیر اصغری
خوبی میں بسکہ تھی صفت ماہ اصغری
ماں باپ کو ہے صدمہ جانکاہ اصغری
حالت دلوں کی اور سے کچھ اور کر گئی
جا اپنے قرب میں تجھے رب جلیل دے
اپنی رضا میں مرتبہ جبرئیل دے

محشر میں تیری موت کو ایوان مغفرت
ماں باپ کے لئے کرے سامان مغفرت

مصنف کی مختصر سرگذشت اور سبب تالیف کتاب

ہے نواسنج بیان پردہ اسرار سے دل
ہم نہین وہ کہ لگائین گل و گلزار سے دل
اپنی ہی جنس سے ہر جنس کا ہے میل ملاپ
حسن اور عشق کا چرچا ہی نہ تھا عالم مین
الحمد نہین عشق حسینان سے خجل

نہ لگا تذکرۂ حضرت اخیار سے دل
جانور ہین جو لگاتے ہین خس و خار سے دل
ہین وہ ابرار لگاتے ہین جو ابرار سے دل
نہ لگا بیٹھے تھے ہم پہلے ہی دلدار سے دل
اشک خون ہو کے بہا دیدۂ خونبار سے دل

فضلیا ہون مین وہ عاشق کہ مرے پہلو مین
قدرت حق نے بنایا ہے غم یار سے دل

ابھی میرے بچپن کا بھولا بھالا زمانہ تھا۔ مان کی ماتا بھری گود سے مجھے زمین پر پاؤن رکھے ہوئے چار پانچ سال سے زیادہ عرصہ نہین گذرا تھا کہ بچون کی فطری عادت کے موافق جہان شام ہوئی مین لاڈ چوچلے مین اپنی مان سے قصے کہانی کی درخواست کرتا۔

میری مان اپنے خاندان کی اُن نیک بیبیون کا نمونہ تھی جنکی عبادت۔ زہد و ریاضت۔ شعور سلیقے سے نہ صرف خاندان کی ذی شعور لڑکیان تربیت کا سبق لیتی تھین بلکہ اُنکی دانائی اور عقل و تجربہ کاری سے اپنے اور دوسرے خاندانون کی بڑی بوڑھیون کو بھی صلاح و مشورہ کا فیض حاصل تھا۔ اسکے سوا مذہبی علم مین اُنکو اچھی خاصی دستگاہ اور کافی معلومات تھی۔ قرآن شریف اور قرآن شریف کا ترجمہ۔ مسائل کی اردو فارسی کتابین مالا بدمنہ۔ عقائد عظیم۔ بلبل باغ نبی۔ آخرگت۔ قصص الانبیا۔ تفسیر عزیزی۔ شرع محمدی وغیرہ بلا تکلف دیکھکر پڑھتی اور اپنے خاندان کی لڑکیون کو پڑھاتی۔ میری درخواست پر اصول تربیت کو مدنظر رکھکر بجاے غرضی قصے کہانیون کے پیغمبر خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اہلبیت و صحابہ کرام کے سچے اخلاقی حالات و غزوات۔ اولیاء اللہ و سلف صالحین کے خرق عادات کرامات قصے کہانی کے طور پر مجھے شیدا کر دی تھی

اسی سلسلہ مین میرے خاندانی بزرگون اور نسبی اجداد کے حالات شاہ کمال اللہ۔شاہ عبدالحکیم شاہ عبدالعظیم مجذوب۔شاہ محمدؐ رمضان۔شاہ محمد اسمٰعیل قدس اللہ سرہما یعنے جو سب کے سب اپنے اپنے وقت مین غوث اور قطب۔عالم۔فاضل۔کامل واکمل گذرے ہین۔اُنکے علم وعمل کے فسانے اُنکی ریاضتون اور کراماتون کی داستانین۔خصوصًا شاہ محمدؐ رمضان علیہ الرحمۃ کی تصنیفات سے عقائدعظیم کے سلسلے۔بلبل باغ نبی۔آخرگت کے اشعار۔اور پیر نور محمدؐ کے اعتراضات اور اُس کے مناظرون کے ہنگامہ خیز واقعات اور نور محمدؐ کے اعتراضون کے جوابات وغیرہ وغیرہ سب اذکار وقتًا فوقتًا میری مان نے قصے کہانی کے طور پر ایسے طریقہ سے مکرر سہ کرر میری سمجھ کے موافق لفظ بدل بدل کر مجھے سمجھائے اور بجھائے کہ ان معاملات سے میرے دل مین ایک دلچسپ حالت اور اولیاء اللہ سے محبت اور خاص نسبت پیدا ہو گئی۔بچپن کے معصوم زمانہ مین دل دنیا کے غم آلودہ فکرون سے اچھوتا اور صاف تھا جو سنا دل پر نقش ہو گیا۔مان کی مخلصانہ تعلیم لہو بنکر جان مین گھُل گئی اور روح کو غذا کا کام دینے لگی۔برسون یہی حال رہا۔یہانتک کہ میری زندگانی کا دوسرا دور شروع ہوا اور مین اپنی مان کے قدمون سے جدا ہو کر طالب علمی کے واسطے دہلی اور لاہور چلا گیا۔اور برسون اپنی مان سے جدا رہا۔لیکن مہربان مان کے تعلیمی خیالات کبھی میرے دل سے جدا نہین ہوئے بلکہ میری عمر کے ساتھ بڑھتے گئے۔اسی طرح ایک زمانہ گذر گیا حتےٰ کہ میری مکرمہ مان نے اپنی زندگی کے دن پورے کرکے سنہ ۱۳۹۴ھ مین محرم کی چوتھی تاریخ صبح کے وقت داعی اجل کو لبیک کہا۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔خدا اُس مرحومہ کو اپنی جوار رحمت مین جگہ دیوے۔آمین

زندگی دنیا کی ہے خواب وخیال — حسرت و ارمان ہے اسکا مآل
کیا ہے دنیا منزل رنج ومحن — نقش نیرنگ طلسمات فتن
کیا کہون مین کیا ہے دنیائے دنی — نام کو ہے چار دن کی چاندنی
کیا ولی کیا قطب کیا غوث زمان — ہر کسی کا موت ہے انجام یان
رات دن ہے موت کا بازار گرم — جلتے ہین اس آگ مین سب سخت ونرم

ہائے دنیا ہائے تیرا رنج و غم
ڈھا رہا ہے ابنِ آدم پر ستم

رو رہے تھے آہ کل دارا کو لوگ
حسرتا ہے آج اسکندر کا سوگ

مہربان مان کے انتقال کے بعد میری غمناک زندگانی کا ایک درد بھرا نیا دور شروع ہوا۔ زمانے کی نیرنگیون نے گرگٹ کی طرح نئے نئے رنگ بدلنے شروع کیے۔ اپنی تیرہ بختی سے دنیا بھی میری آنکھوین سیاہ ہو گئی کثرتِ افکار نے چارون طرف سے گھیر لیا۔ ہجوم آلام مین مان کی موت کا غم رہ رہ کر دل مین چٹکیان لیتا تھا حکیمون کا قول ہے کہ مصیبت کبھی تنہا نہین آتی۔ پس زیادہ تر مصیبت بالائے مصیبت یہ تھی کہ نہ تو دل مین صبر و استقلال ہی تھا اور نہ ہی جزع و فزع سے کچھ حصول ہوا۔ سچ ہے۔

قطعہ

تعجب ہے مجھے اُن رونے والون پر تعجب ہے
جو مرگِ اقربا پر نوحہ گر ہین بیقراری سے

وفورِ غم مین با چاکِ گریبان سینہ کوبان ہین
اُٹھایا ہے فلک کو سر پہ شور آہ و زاری سے

سحابِ چشم دریا بار سے طوفان بہایا ہے
کیا ہے دیدۂ تر کو سمندر اشکباری سے

مصیبت مین عجب وحشت زدہ مبہوت و مضطر ہین
کہ ہر دم لوٹتے ہین خاکِ غم پر بیقراری سے

طمانچون سے کیا ہے منہ کو نیلا جوشِ ماتم مین
لباسِ نیلگون ملبوسِ تن ہے سوگواری سے

مصیبت کے ترانون کی لبون پر نغمہ سنجی ہے
جُدائی کے فسانون کا بیان ہے آہ و زاری سے

ادائین مختلف ہین سوگ مین اہلِ مصیبت کی
جگر تھامے ہوئے بیٹھا ہے کوئی بیقراری سے

کسی کے کارنامے یاد کرکے کوئی روتا ہے
کسی کے یار نامون کا ہے نوحہ ناگواری سے

کہین مان کر رہی ہے بین بیٹا مر گیا ہے ہے
ابھی شادی ہوئی تھی ہے بہو اُمیدواری سے

کہین غم لے رہا ہے دل ہی دل مین چٹکیان یعنی
نئے دولہا کو دُلہن رو رہی ہے پردہ داری سے

کوئی آنکھون مین آنسو ڈبڈبا کر ہکا بکا ہے
بضبطِ جوشِ غم ہر دم بجوُد پرہیزگاری سے

کوئی مولیٰ کی مرضی کہکے ہے تسبیح خوان لیکن
بہت بے چین ہے بیکل ہے فرطِ بیقراری سے

برنگِ بوئے گل جامہ سے باہر ہو گیا کوئی
جنونِ دل کے ہاتھوں رنج مین بیاختیاری سے

خداوندا یہ کیا کرتے ہین یہ کیا نہین واقف
فنا و موت کے انداز و طرز طرفہ کاری سے

اچنبھا ہے انہین کیون موت پر روتے ہین کیون ناداں
کہ چارہ ہی نہین ہرگز کسیکو جان سپاری سے

خدا جانے انہون نے موت کو سمجھا ہے کیا آخر
ذرا چشمِ حقیقت بین تو کھولین ہوشیاری سے

تسلط ہے جہان مین موت کا ہر نفس پر یعنے
کہ ہے ہر ایک وابستہ قضا کے حکم جاری سے

پیمبر ہو۔ ولی ہو۔ غوث ہو۔ قطبِ زمانہ ہو
غرض ہر ایک کو مرنا ہے اپنی باری باری سے

اجل کے ہاتھ سے جانبر ہو کوئی کسطرح آخر
کہین بچتے ہین مجروح قضا بھی زخم کاری سے

خدا کا اک فرشتہ ہے ندا کرتا ہے یہ ہر دم
کہ اے دنیا کے دیوانو۔ سنو تم ہوشیاری سے

جہان مین جو کوئی پیدا ہوا ہے مرنے والا ہی
مقرر وقت پر اپنے آلِ کارخواری سے

ہی جبتک دم مین دم آدم ہے پھر ہو خاک کی ڈھیری
نہ بھولو ہستی موہوم پر غفلت شعاری سے

ڈبونے کیلئے بیڑا رہے ہین تم کو دریا مین
حبابِ زندگانی ہو ہوا کی چشمہ کاری سے

مٹانے کو بنایا ہے نشانِ ہستی عالم
ہے نقش روئے آبِ موجزن ناپایداری سے

خرابی کے لئے ہین وقف سب دنیا کی تعمیرین
بناؤ خواہ تم کتنی بنائین استواری سے

کہان کا سوگ کیسے اقربا کسکی عزاداری
خدا کیواسطے باز آؤ اپنی ہرزہ کاری سے

یہ سب سچ ہے کہ ہے بیفائدہ آہ و بکا فضلی
دلِ غمگین مگر مجبور ہے بے اختیاری سے

مین اپنی شفیق ماں کی نازبرداریون کا خوگر تھا۔ لاڈ چوچلے کے گنبد مین پرورش پائی تھی۔ اپنی بیکسی اور فلکِ کجرفتار کی کج ادائی سے گھبرا گیا۔ زمین پر پاؤن جمانے کو ٹھکانا نہ ملا اپنے آب و دانہ کیطرح پریشان ہو کر آوارہ پھرنے لگا۔ ہر چند کہ منشی محمد جمیل اللہ میکر مربی ماموں نے جنکی ذات ستودہ صفات سے علاوہ تعلق ہمشیرہ زادگی کے مجھے شرف نسبت فرزندی بھی حاصل ہے۔ خاکِ مصیبت سے اپنے دامان تربیت مین مجھے اُٹھا لیا اور میری پرورش مین شفقت کا کوئی دقیقہ باقی نہ چھوڑا۔ مگر تقدیر سے بخت نافرجام کیطرح

اخلاق بھی بگڑ چکے تھے بدمزاجی سے بے اعتدالیاں بھی حد سے بڑھ گئی تھیں مہربان ماموں نے جس قدر دلجوئی کی میں اُسیقدر دل برداشتہ ہوتا چلا گیا۔ختیجہ یہ ہوا کہ ماموں نے میری بددماغیوں اور مجنونانہ حرکات کے ناقابل برداشت حملوں کو تحمل کا پہاڑ بنکر جھیلا اور اپنی فطرتی بزرگی سے صلہ رحم کی نازک شیشی کی نگہداشت میں نہ صرف اپنی عالی ظرفی اور بلند حوصلگی کا ثبوت دیا بلکہ اپنی بےنظیر مروت کے نقش میرے دل پر اور بزرگانہ شفقت کے حیرت انگیز فسانے اپنے بیگانوں کی زبان پر ابدالآباد تک یادگار چھوڑ دیئے ہیں۔ ع

این کار از تو آید و مرداں چنیں کنند؛ لیکن قلم رفتہ را چارہ نیست۔ نوشتہ تقدیر کو مٹا نہ سکا۔ لمؤلفہ

ہوتی نہیں ہرگز کبھی تدبیر موافق
اللہ نہ جب تک کرے تدبیر موافق

اسی سرگردانی میں ٹونک اپنی بہن کے پاس چلا گیا۔ بہن نے مادر مہربان بنکر دلجوئی کی میرا بہنوئی منشی محمد رشید الدین جو اپنی فطرتی مروت اور حسن اخلاق میں اپنا نظیر آپ ہے۔ اپنے حسن سلوک سے باپ بنکر میرے سر پر سایہ گستر ہوگیا۔ اور ریاست ٹونک کے محکمہ گیرائی و فوجداری میں جہاں ناظم کے معزز عہدے پر خود ممتاز تھا۔ مجھے ناظر کرا دیا۔ الحمد للہ والمنۃ کہ میری مصیبت راحت ہوگئی اور غم خوشی سے بدل گیا۔ اور جبتک ٹونک میں رہا آرام سے رہا۔ یارب خانۂ احسان آباد۔ ٹونک ایک مسلمان ریاست ہے۔ یہاں جگہ جگہ کے پرانے خاندان موجود ہیں۔ کچھہ فتح آباد وغیرہ علاقہ سوتر کے بھی آباد ہیں۔ جہاں کے رہنے والے مولوی نور محمد تھے۔ وہ نہ صرف نور محمد کے عقائد اور نور محمد کی تصنیفات اور اُنکے عام حالات و خیالات سے واقف تھے بلکہ نور محمد کے مناظروں کی ہنگامہ آرائیاں اور اُنکے معرکوں کے ہنگامے خود اُنکی آنکھوں کے دیکھے ہوئے واقعات تھے جنکو وہ نہایت تفصیل اور شرح و بسط کے ساتھ بیان کیا کرتے تھے جس سے نہ صرف میرے دیرینہ معلومات میں معتدبہ اضافہ ہوا۔ بلکہ پُرانے خیالات جو بچپن سے میرے دل میں دبے ہوئے تھے از سر نو تازہ ہوگئے۔ پس میرے دلی جذبات نے مجھے برانگیختہ کیا کہ میں ان واقعات کو کتاب کی صورت میں قلمبند کروں۔ لیکن بوجوہات چند در چند میں اپنی کوشش میں ناکام رہا۔ اسی اثنا میں ریاست ٹونک سے میرا تعلق قطع ہوگیا اور برٹش گورنمنٹ کا ملازم ہوگیا دہلی میں نہر کا ضلعدار مقرر ہوا۔ چند روز کے بعد میرا تبادلہ دہلی سے

حصار فیروزہ کا ہوگیا۔ حصار فیروزہ ضلع کا صدر مقام ہے۔ اسی ضلع مین نور محمدؐ کا وطن تھا یہی جگہ نور محمدؐ کی جولانگاہ تھی اور اُنکی معرکہ آرائیون کا یہی میدان تھا۔ یہان پہنچکر مجھے نور محمدؐ کے حالات کی تحقیقات اور اُسکے متعلق مزید معلومات کا اچھا موقع ملا اور بعد جستجو نور محمدؐ کی تصنیفات سے ایک کتاب بھی دستیاب ہوگئی۔ جسکا نام شہباز ہے۔ جو بلبل باغ نبی مصنفہ شاہ محمد رمضان میرے جد امجد کے مقابل مین لکھی گئی ہے۔

گو مین نور محمدؐ کے عقاید باطلہ سے پُرانا واقف کار تھا۔ اور یہ بھی جانتا تھا کہ وہ اولیاء اللہ کی تکفیر مین حد درجہ کے اشد ہین لیکن شہباز مین جن ناشائستہ الفاظ اور جس نازیبا لہجہ سے زبان درازی کے ساتھ نام لے لے کر سلف صالحین کی تکفیر کیگئی ہے اور جیسی جیسی دوراز کار تہمتین اور بہتان مردانِ خدا پر لگائے گئے ہین اور جس جس انداز سے اُنکے معصوم الفاظ کے اصلی معنون مین اپنی تیرہ درونی سے خلاف واقعہ تصرف کی رنگ آمیزیان کی ہین اُنکو دیکھکر حیران رہگیا **لمؤلفہ**

بہ پاکانِ دین شتم و سب اخ تفو	بروے تو اے بے ادب اخ تفو
الا خوردہ گیر بزرگان مباش	ستیزندہ با سترگان مباش
بہ گستاخ کاری دلیری مکن	بہ بازی چو روباہ شیری مکن
بہ شیران دلیری دلیل خطا است	ز روباہ شیری دلیل خطا است
تفوے کنی گر بسوے فراز	ور آید بہ تسلیم روے تو باز

مکن بد کہ بد بار بد آورد
ترا در مکافات حد آورد

ہر چند کہ اِن ہرزہ درائیون کا خاموشی سے بہتر کوئی جواب نہ تھا۔ لیکن ساتھ ہی ایسے بے باکانہ گستاخ کاریون سے اغماض کرنا نہ صرف انصاف کی معصوم گردن پر چھری پھیرنی تھی بلکہ شریعت کا خون ناحق تھا۔ میرا قلم انامل مین بے تاب ہوگیا اور تیغ انتقام بنکر میدان بیان مین اپنے جوہر دکھلانے لگا دلی جذبات نے مردانِ خدا کی نصرت کا عَلَم اُٹھایا۔ اور یا علی کہکر منکرانِ اولیاے الٰہی پر حملہ کردیا اور شہباز کی تردید شروع کردی۔

مگر اس سے کون انکار کر سکتا ہے کہ قضا و قدر مین جس کام کے واسطے جو وقت مقدر ہو چکا ہے وہ بدل نہین سکتا
پس ابھی مین نے منکران اسرار الٰہی کے مقابل مین پہلا ہی تیر شست مین رکھا تھا کہ ناگمان ایک اور مہم
پیش آئی اور میری توجہ کا رُخ ادھر سے اُدھر منعطف ہوگیا یعنے اچانک میرا تبادلہ حصار سے نہر چناب
نوآبادی پنجاب مین ہو گیا۔ اور مجھے فوراً حصار چھوڑ کر ملک بار مین جانا پڑا۔

نئی جگہ۔ نیا ملک۔ نیا کام۔ ملازمت مین پرائی تابعداری۔ بندگی بیچارگی کا عالم۔ لوگ اجنبی خود نو وارد
و یار نا آشنا۔ کوئی شناسا نہ غمخوار۔ نہ کوئی شہر نہ کہین آبادی کے آثار۔ رہنے کیواسطے سرتا سر لق و دق کف دست
میدان۔ ہو کا بیابان۔ ملک غیر آباد اور ویران ے

	وحشتِ دل نے کیا ہے وہ بیابان پیدا سیکڑون کوس نہین صورتِ انسان پیدا	

دانا دل معزز ناظرین اندازہ لگا سکتے ہین کہ ایسی وحشتناک جگہ مین ایک نووارد غریب الوطن کا کیسی
کیسی ناگوار مشکلات سے مقابلہ ہوا ہوگا۔ پہنچتے ہی گھبراہٹ کا بڑا سبب یہ ہوا کہ نوکر چاکر جو وطن سے میرے
ساتھ آئے تھے ملک کی ہیبتناک صورت دیکھکر ڈر گئے اور سب کے سب میرے ہوش و حواس کیطرح خیر باد کہکر
اپنے اپنے گھر کو چلتے بنے ے

	دیارِ ناشناؤ یار ناپید او بے برگی درین غم کس ندارم جز تو ہمدم یا رسول اللہ	

غربت مین بعالم بیکسی کچھ بن نہ آیا۔ ہمت ہار دی اور گھبرا گیا۔ ے

	کیا کہون حالتِ بیتابیِ دل اے فضلیؔ یاد جب آتی ہین غربت مین وطن کی باتین	

راہ پُر از خار و خار ارہزنان در پیش و پس — ناقۂ من سُست و منزل دور و بارِ من گران

بالآخر بحالت یاس و بیکسی وفور پریشانی اور ملک کی وحشت انگیز حالت سے جو غم و اندوہ کے بخارات
دلِ غمگین مین جمع ہو گئے تھے جوش زن ہوئے اور بے اختیار نالہ موزون بنکر نظم کی صورت مین مُنہ سے

ظاہر ہونے لگے۔ بارگاہِ نبوت مین بطور استغاثہ یہی وردمین نے شروع کردیا۔ وہو ہذا۔

قصیدہ

بسکہ عالم مین کیا گردشِ گردون نے عمل
آیا بھونچال پڑی اہلِ زمین مین ہل چل

باغ بلبل سے چھٹا ہمسے چھٹے یار و دیار
آہ افسوس ہوا وصل کا فرقت سے بدل

رنگ رلیان جو مناتے تھے سدا گلشن مین
وائے غربت مین وہ اب پھرتے ہین جنگل جنگل

صبح آتی ہے نظر شامِ غریبان مجھکو
بسکہ غربت مین ہے مسکن مرا سونا جنگل

ہائے جنگل بھی تو جنگل سا نہین معمولی
یہ تو جنگل ہی نرالا ہے نہ ہامون نہ جبل

نہ کہین بستی کے آثار نہ انسان کا پتا
لق و دق ہو کا بیابان ہے چٹیل چٹیل

جسطرف دیکھو کفِ دست سا اک میدان ہے
نہ کہین نخل نہ بوٹا نہ کہین پھول نہ پھل

کچھ شجر بھی ہین تو ببلوے ہین یا کیرے ہین
وہ بھی سوکھے ہوئے جیسے کہ پرانا سر دل

گردِ صرصر کا یہ طوفان کہ الٰہی توبہ
جیسے اُمڈا ہوا ہو غم کی گھٹا کا بادل

ہے بگولون کی یہ کثرت کہ یکے بعد دگر
ایک سے دوسرا کہتا ہے مین آتا ہون تو چل

پیچ پیچ پہ بگولون کا نیا رنگ بہم
رنگ مین اپنے ہی ہر ایک نیا رنگ محل

ہے یہ وہ دشت اگر خضر کا یان ہووے گذر
فرطِ وحشت سے تعجب نہین دم جاے نکل

ساکنانش صفتِ بوم بہ نامیمونی
ہمہ نامردم و نشناس چہ و توچہ کھل

قوم کی شکل و شمائل کا بیان کیا کیجے
ہو بہو بھوت ہین جنگل مین اگر جائین مچل

خون کی پوٹ تن و توش مین چوڑی چکلے
فی المثل صورت و سیرت مین سراپا کھٹمل

جسم پر موئے سیہ اُسپہ پسینا یعنی
جیسے بھیگا ہوا ہو پانی مین کالا کمبل

سر بسر چور لٹیرے ہین اُچکّے نٹ کھٹ
غیر کے مال پہ ہر ایک کی نیت مین خلل

چور اور چوری مین اسدرجہ کے چست و چالاک
کہ اگر چاہین تو آنکھون کا چرائین کاجل

ڈھول گاتے ہین تو معلوم یہی ہوتا ہے
جیسے گنبد مین کوئی شخص بجاتا ہو بگل

دیکھی اس ملک مین دنیا سے انوکھی ہر چیز / بات سی بات ہی یان اور نہ مثل سی ہے مثل
نہ تو تقریر مین رس ہے نہ ہے باتون مین مزا / بات کرتے ہین تو کہتے ہین کہ سن کھان بگل
نام ہی نام ہے اس ملک مین آبادی کا / نہ سرائے ہے نہ تکیہ ہے نہ کوئی ہوٹل
نہ یہان ہے دین کا چرچا نہ دھرم کی باتین / نہ تو مسجد ہے نہ بنگلہ ہے نہ کوئی استھل
بسکہ آفاق مین گھوڑے ہین یہان کے مشہور / غور سے دیکھا تو یک لخت ہین غیبی اڑیل
موترا ہے جو کسی کے تو کسی کے ھڈا / کوئی عقرب ہے کوئی طاقی ہے کوئی ارجل
کوئی کانا کوئی لولا تو کوئی ہے لنگڑا / ایک تصویر مرقع مین نہین مستقبل
سنتے تھے غول بیابان بھی ہے مخلوق کوئی / یہی جنگلی تو ہین وہ غول بیابان بشل
یاد جب آتی ہین غربت مین وطن کی باتین / کیا کہون ہوتا ہے کس طرح مراجی بیکل
عید کا روز مین پردیس مین بچون سے جدا / اور بچے ہین وطن مین مرے مجھ بن بیکل
وہ مرے عیش کا سامان وہ سمان عشرت کا / وہ مرا شاہد رعنا وہ مرا رنگ محل
وہ مرے بیٹے وہ اعزا وہ پدر جان پدر / احمد پاک کے ہمنام وہ مسعود ازل
تیز تیز اسکی نگاہین وہ کشیدہ ابرو / جسطرح ترک کے قبضہ مین ہو تلوار کا پھل
پوچھتے کیا ہو کہ کیا حال ہے کیا حال کہون / عالم یاس مین ہے لب پہ برجستہ غزل
بسکہ ہے شکل و شمائل مین تو زہرہ بمثل / دیکھکر شکل تری جائے فرشتہ بھی پھسل
جنگل اور آسیب یہ طرہ کہ جدائی تیری / ایک منزل مین اکٹھے ہوئے مریخ و زحل
مستتر ہے تری باتون مین فسون و تسخیر / جیسے مضمر تری آنکھو مین ہے جادو کا عمل
گر یہی غم ہے تو معلوم ہے آل شب ہجر / کہ سحر ہونے سے پہلے ہی خبر لیگی اجل
واہ کیا ملک ہے لایا مجھے اللہ کہان / میری تقدیر مین لکھا تھا کہان کا ان جل

کیا گلہ ملک کا ہے اپنے مقدر کا قصور	ہم سمجھتے تھے طلا جسکو وہ نکلا پیتل
بخت بد رہند کٹھن رناخن تدبیر خلاف	حل ہو کس طرح مرا عقدۂ مالا ینحل
بیکسی مین نظر آتا نہین کوئی حامی	مگر اک ذات فرخشور[1] خداوند اجل
کون وہ داورِ دین پرور و دستور خدا	کون وہ احمد مختار نبی مرسل

عین اعیانِ رسالت شرفِ نسلِ خلیل
خواجۂ عالم و پیغمبر حق صدر اجل

اپنے عاجزانہ زارنالے اور دردناک حالتِ بیکسی پر فرط آہ وزاری سے لطائف غیبی کے دربار کرشمون کا منتظر اور چشم براہ انتظار تھا کہ پردۂ غیب سے کیا ظہور پذیر ہوتا ہے پس بمضمون آیہ کریمہ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا یعنی ہر تکلیف کے بعد راحت ہے عین حالت اضطرار و حیرانی مین عالم غیب سے میرے ناصبور دل پر اطمینان کے آثار ظاہر ہوئے حضرت بہار الحق ذکریا ملتانی رح کی اولاد سے پنڈی شیخ موسے کے شریف قریشی اور کھائی نادر شاہ کے بزرگ سید جو حضرت داود شیر گڈھی کی ذریات سے ہین اور اس ملک مین ملکی اقوام کھرل وٹو وغیرہ کے پیر و پیشوا اور معزز سردار مانے جاتے ہین مجھسے ملنے کے واسطے آئے ایک ہی دو ملاقاتمیں اپنے حسن اخلاق سے ایسے مانوس ہوگئے کہ اپنے عزیزون سے بھی زیادہ مجھے عزیز سمجھنے لگے اور ہر وقت میرے پاس رہنے لگے ملک کے اصلی باشندے بھی جنکو عام لوگ جنگلی کے نام سے مخاطب کرتے تھے میرے برتاو سے بہت خوش ہوئے وہ لوگ نہ صرف میرے ساتھ امید سے زیادہ محبت کرنے لگے بلکہ مجھکو اعتقاد اور اعتبار کی نظر سے دیکھنے لگے اور رہبر سمجھنے لگے غرض چند ہی روز مین میری پریشانی جمعیت سے بدل گئی اور یہ جنگل میرے حق مین گلستان ارم بن گیا اور مین نہایت فارغ البالی اور اطمینان سے رہنے لگا پر لے۔

[1] فرخشور بمعنے پیغمبر ۔

خیالات اک گونہ تازہ ہوگئے اور دل میں وہی دیرینہ اُمنگ نشو و نما پانے لگی یعنے تردیدِ منکرین کا کام جو ادھورا رہگیا تھا اسکو پورا کرون کہ اسی اثنا مین ناگاہ مین نے حضرت شاہ محمد رمضان علیہ الرحمۃ کو خواب مین دیکھا کہ حضرت اقدس اپنا یہ شعر پڑھ رہے ہین اور مجھسے دریافت فرما رہے ہین کہ شہباز کی تردید مین کیا دیر ہے ۔

اے مظفر کھیت او پر سیر کر ‏ سو کتنے زخمی ہین اب مت دیر کر

مین نے اس اشارۂ غیبی سے متنبہ اور مشرف ہوکر صبح ہی شہباز کی تردید پھر شروع کردی اور اپنی کتاب کا نام شہباز کے مقابل سیمرغ رکھا۔ جیسا کہ سبب تصنیف سیمرغ مین اس واقعہ کو بیان کیا ہے۔ وہو ہذا۔

سبب تصنیف کتاب سیمرغ

باہزاران شوکت و جاہ و جلال ‏ قاف سے نکلا ہے سیمرغ کمال
باز سے کہدو کہ باز آ لاف سے ‏ دیکھ وہ سیمرغ نکلا قاف سے
طیر مین آیا ہے سیمرغ جلال ‏ کیون نہ بھاگے باز چڑیونکی مثال
سامنے سیمرغ کے ہے باز کیا ‏ باز کیا اور باز کی پرواز کیا
قافِ عرفان سے اُڑا سیمرغ راز ‏ کیون نہ بھولے دُم ہلانا شاہباز
زاغ ہے یا بوم یا چنڈول ہے ‏ یا زغن یا زاغ نا معقول ہے
ہے مرا سیمرغ حقانی سپیر ‏ بلبل باغ نبی کا ہمصفیر
بلبلِ احمدؐ پہ گستاخانہ تاک ‏ ہنت تری شہباز کی آنکھونمین خاک
ہے مرا سیمرغ ابلاغِ رسولؐ ‏ ہمنوائے بلبلِ باغِ رسولؐ
حبذا سیمرغ قدسی بال من ‏ مرحبا اے مرغ فرخ فال من

جرہ ہو یا شہ ہو یا شہباز ہو / یا کوئی اور انکا ہم پرواز ہو
سامنے سیمرغ کے عصفور ہین / ناتوان و زار و بے مقدور ہین
گو کہ ہون مین بے سر نادانِ علم / طفلِ سادہ لوحِ ابجد خوانِ علم
جہل و نادانی مین ہون ضرب المثل / کہتے ہین سب مجھکو باقل کا بدل
بر سرِ بازارِ تمیز و ہنر / میری دانش ہے متاعِ کس مخر
کھوٹی پونجی ناشناسا بازار ہے / سود سودا مشکل و دشوار ہے
مجھکو علم و فضل کا دعوٰی نہین / فی الحقیقت مجھکو کچھ آتا نہین
فضلِ مولا پر فقط ہے آسرا / ورنہ مین کیا اور میری اصل کیا
باز ناہنجار کی تردید مین / بلبلِ گلزار کی تائید مین
درپسِ آئینہ ہون طوطی مثال / گرنہ میری گفتگو مجھ سے خیال
پردۂ دل مین نہان ہے کوئی اور / مضمرِ روحِ روان ہے کوئی اور
بولتا ہے مجھ مین کوئی اور ہی / ہان نہین مین یہ تو میرے طور ہی
طور میرا اور ہے یہ طور اور / یہ تو ہین اسرار ہی کچھ اور اور
اور ہے میری نشانی اور ہے / یہ اثر یہ لن ترانی اور ہے
شاہ رمضان پردۂ دل مین نہان / ہر زمان کہتے ہین یہ مجھسے کہ ہان
لکھ جوابِ اعتراضِ شاہباز / کھول دے اُس بوم کی شوخی کا راز
گھات مین ہے شاہباز نابلد / بلبلِ باغ نبی کی کر مدد
ڈر نہ مطلق ہم مدد دینگے تجھے / فیض پہونچیگا ہماری روح سے
کچھ خبر بھی ہے تجھے اے خوش سیر / میری پیشینگوئی مین ہو کیا خبر

اے مظفر کھیت پر جا سیر کر
سو کھیتے زخمی ہین اب مت دیر کر

دیر کیا ہے باز کی تردید مین
بوم بدآواز کی تردید مین

سنت و قرآن سے لکھ ایسا جواب
جو کہ ہو اس باب مین فصل الخطاب

لکھہ جواب ایسا کہ ہو مقبول عام
سنت و قرآن ہو یا قول امام

بات کی تردید کرنا بات سے
ہان متانت کو نہ دینا ہات سے

گالیان بکنا رذالون کا ہی کام
چاہیئے کرنا متانت سے کلام

پاکے مین ایما جناب شیخ کا
مستعد تعمیل فرمان پہ ہوا

باز کا لکھا جواب باصواب
سنت و قرآن سے فصل الخطاب

ہے مرا سیمرغ فرمانِ رسول
ہمنوا اے مرغ خوشخوانِ رسول

سربسر قرآن و سنت کا طریق
بالیقین اجماع امت کا طریق

اولیاے حق کا دستور اصول
شرع مین طغراے منشور قبول

خطبۂ احوال و قالِ عارفان
مراتِ حسن و جمالِ عارفان

پردہ دارِ رازِ عرفان و بطون
تارِ خوش آواز عرفان و بطون

چار دفتر مین ہوا ہے یہ تمام
ہے جداگانہ ہر اک دفتر کا نام

پہلے دفتر مین ہے تمہید بیان
اصل مغز گفتگو کی داستان

پہلا دفتر بسکہ فتح الباب ہے
خوش خطیبِ زینتِ محراب ہی

ترجمہ ہے اسمین اُن اخیار کا
خاص جن پر طعن ہے اشرار کا

دوسرے کا نام ہے فصل الخطاب
مدعی کے اعتراضون کا جواب

تیسرے کا نام بارانِ صواب
دفع شیطان کے لئے تیر شہاب

اس مین ہے مذکور اہل لعد کا		سالکانِ معرفت کی راہ کا	

ہین ہر اک دفتر مین سعدو فصول
سب جداگانہ مطالب پر شمول

خدا کی توفیق اور غیبی تائید سے شروع کرنے کے بعد چند ہی روز مین سیمرغ کی تصنیف سے مین فارغ البال ہو چکا تھا چھپوانے کے واسطے شکوک مسودے بھی خوشنویس سے صاف کرا لئے تھے جب یہ سب ہو چکا تو اتفاقیہ میری ملاقات ایک بزرگ سے ہوئی جو نواح منٹگمری کے رہنے والے تھے اور ردِ شہباز مین اُنھون نے بھی ایک رسالہ لکھا تھا جسکا نام پھٹکار نامہ جوڑا تھا۔ مجھے اُنسے معلوم ہوا کہ شہباز کے سوا نور محمدؐ کی تصنیفات سے اور بھی بہت سی کتابین شہباز کے ہم مضمون ہین جنکا دیکھنا جواب لکھنے سے پہلے بہت ضروری ہے مین نے اس مشورہ کو معقول سمجھا اور نور محمدؐ کی باقی تصنیفات کے دستیاب ہونے تک سیمرغ کو صبر کے کوہ قاف مین پہنچا دیا۔ اور نور محمدؐ کی تصنیفات کی جستجو مین حتے الامکان کوشش کی لیکن عنقا کی طرح کہین اُنکا پتہ نہ پایا یہانتک کہ جون ۱۹۱۰ء مین لائل پور نہر چناب سے میرا تبادلہ پھر حصار فیروزہ کا ہو گیا اور مین نہر کا ڈپٹی کلکٹر ہو کر حصار مین آ گیا۔ یہ تبادلہ میری کامیابی کے واسطے بہت ہی مبارک فال ثابت ہوا۔ مین نے حصار پہونچکر سوتر کا دورہ کیا قریہ بقریہ خانہ بخانہ پھر کر نور محمدؐ کی تمام تصنیفات کا ذخیرہ جون تون کر کے بہم پہونچایا۔ اس ذخیرہ مین نور محمدؐ کی تصنیفات سے چھوٹی بڑی اردو۔ فارسی۔ پنجابی نظم و نثر شہباز کے سوا بیس کتابین اور دستیاب ہوئین علاوہ اسکے نور محمدؐ کے بہت سے خطوط اور نور محمدؐ کے مشہور حریف مولوی غلام کبریا فتح آبادی کی جوابی تحریرین۔ مولوی محبوب علی کلیمی جعفری کے نور محمدؐ کے ساتھ

مناظرون کے کارنامے جو رسالہ جات کی صورت مین تاریخ کی جان اور اصلی واقعات کی شان مین بکثرت ہاتھ آئے۔ اسکے سوا خود مولوی نور محمدؒ کے رکن رکین مولوی رکن الدین سکنہ عیالکی اور مولوی محمد سکنہ لکھو پنجابکے اور مولوی عبدالرحمن خلف مولوی نور محمدؒ کے خطوط اور مباحثون کے رسالے گنجہا باد آور ہوکر حاصل ہوئے ہین اس خداداد ذخیرہ کو اپنے ہاتھون مین دیکھکر نہ صرف حیران ہوا بلکہ مان گیا کہ میری تالیف مین جو آجتک قدرتی طور پر دیر واقعہ ہوتی رہی اُسکا اصلی سبب حکمتِ بالغہ الٰہی مین یہ تھا کہ یہ ذخیرہ اپنے وقت معہود پر دستیاب ہوکر کتاب مکمل ہو جاوے۔ اسمین کچھ شک نہین کہ بدون اس ذخیرے کے یہ تالیف بالکل ہی نامکمل رہتی۔

مدتے این مثنوی تاخیر شد
مہلتے بایست تا خون شیر شد

نور محمدؒ کی نو دستیاب تصنیفات مین عموماً وہی شہباز والے پامال مضامین سلف صالحین کی تکفیر کے تھے جسکی تردید مین سیمرغ پہلے ہی نوک پنجے نکال چکا تھا لیکن الفاظ کے ہیر پھیر سے کاریگر نے پورانے ڈھانچ کو ایسے نئے انداز سے سنڈھا ہوا تھا کہ بادی النظر مین دیکھنے والے کو خواہی نخواہی نئی چیز کا دھوکا ہوتا ہے اس دھوکے کی ٹٹی مین نیا دھوکا یہ ہے کہ سلف صالحین اور اپنے زمانہ کے خاصان الٰہی کے عقائد اور حالات کی تصویر بہتان کی رنگ آمیزیون سے ایسے بدنما نقش و نگار مین کھینچی ہے جسکا اثر اسلام کے جہلا بعلم شریعت پرستون کی نظرون مین نہایت ہی خطرناک ثابت ہوا۔ سو نزمین جن لوگونے آنکھ کھولکر سوائے مولوی نور محمدؒ کے اور کوئی عالم نہ دیکھا تھا وہ اپنی بے علمی سے نور محمدؒ کو شریعت کا عالم اور اُنکی تصنیفات کو شریعت کے سچے مکتوب سمجھکر اُن ہی کے عقائد اور

صحبت کے رنگ مین رنگے گئے۔ س

	حسن سبزے بخط سبز مرا کرد اسیر دام ہمرنگ زمین بود گرفتار شدم	

اب کیا تھا زہریلے عقائد کی زہریلی تعلیم جس پر زہریلی صحبت کا زہریلا اثر وہی نقل ہوگئی کہ کریلا اور کڑوے نیم چڑھا۔ لمولفہ۔

ہے رخ پہ زلف زلف پہ جالی نقاب کی		ظالم کا حسن دام تہ دام ہوگیا	

سوتری کے جہلا سم قاتل کی اس معجون مرکب کے استعمال سے ہلاک ہوگئے مرض لاعلاج ہوگیا۔ سب کے سب مولوی نور محمدؒ کے ہمزبان ہوگئے۔ شہد کو ایلوا۔ اسلام کو کفر۔ شریعت کو بدعت۔ کرامات کو جادو۔ اہل اللہ کو حزب شیطان کہنے لگے۔

حضرت شاہ محمد رمضان مہمیؒ جنسے خصوصیت کے ساتھ مولوی نور محمدؒ کو نہ صرف ضد تھی بلکہ حسد تھا اُنکے مقابلہ اور ضد مین مولانا رومؒ۔ حضرت فرید الدین عطارؒ۔ شیخ اکبر محی الدین ابن عربیؒ۔ مولانا جامیؒ۔ کو بھی مونہہ پھاڑ پھاڑ کر کافر کہنا شروع کردیا۔ مولوی نور محمدؒ کی تعلیم کا استقبال قوم کے دلون نے نہایت تپاک سے کیا جسکا سب سے بڑا سبب یہ ہے کہ مولوی نور محمدؒ کی عموماً تصنیفات سوتری زبان مین ہین جو قوم کی ملکی و مادری زبان ہے جسکو جہلا کے مذاق نے بہت آسانی سے قبول کیا اور تھوڑے ہی عرصہ مین مولوی نور محمدؒ کے ہم عقائد اور تابعین کی ایک مختصر سی جماعت مستقل طور پر تیار ہوگئی۔

پس مولوی نور محمدؒ کی تصنیفات اور دیگر ذخائر معلومات بہم پہنچنے کے بعد اور اُنکے تابعین نے خیالات معلوم ہونے پر مجھے دو امر کی ضرورت محسوس ہوئی۔

اول یہ کہ جن اکابران دین اور سلف صالحین کو مولوی نور محمدؒ نے اپنی تصنیفات مین خلاف واقعہ کافر اور بدعقیدہ ٹھہرایا ہے اُنکے عقاید راسخہ اور نیک دینی کی صلابت خود اُنکے اقوال اور تصنیفات سے ثابت کیجاوے اور نیز اُنکے علم وعمل اور اخلاقی دستاویزین بلاکم وکاست دنیا کے سامنے پیش کیجاوین۔ دوسرے اسیطرح مولوی نور محمدؒ کی زندگی کے حالات اور اُنکی علمی کائنات کا بیان اور اُنکے علم وعمل و اخلاقی حالتون کو کتاب کی صورت مین لکھا جاوے اور نیز اُنکی تصنیفات کا مقابلہ قرآن وسنت و اجماع اور نامی گرامی علماء وفضلاء کے فتاوون سے کیا جاوے جو اُسوقت مین رامپور۔ لکھنؤ۔ دہلی۔ لاہور مین شرعی فیصلون کے فرمان جاری کرتے تھے تاکہ حق و باطل مین تمیز ہوسکے۔

پس ان امور کے انصرام کے واسطے مین نے نئے اہتمام سے ایک نئی کتاب لکھی اور اُسکا نام نقیب الاولیاء رکھا۔ سیمرغ رد شہباز کو حسب موقع اُسی مین جابجا شامل کردیا اس کتاب کی دو جلدین ہین۔

جلد اول مین جناب پیغمبر علیہ الصلوات والسلام سے لیکر اسوقت تک ہر قرن کے اولیاء کرام کے حالات درج ہین۔

دوسری جلد کے دو دفتر ہین۔ پہلے دفتر مین شاہ محمد رمضانؒ کی زندگی کے حالات اُنکے علم وعمل۔ عقاید۔ تصنیفات۔ عام اخلاق اور اُنکے نسبی اجداد اور پیران سلسلہ کا ذکر ہے۔ دوسرے دفتر مین مولوی نور محمدؒ کی حیات کے کارنامجات اور اُنکی اخلاقی اور علمی حالت طریق معاشرت اُنکے جتھے کے نامی نامی اشخاص کے تاریخی حالات مولوی نور محمدؒ کے اولیاء اُنکی پر اعتراضات اور اُنکا رد علماء وقت کے فتاوے مع دیگر

متعلقات کے درج ہیں۔ اس موقع پر یہ امر قابل اعلان ہے کہ اس کتاب میں باب اور فصل کو دفتر اور خریطہ کے نام سے تعبیر کیا گیا ہے۔

اب ہم اس مضمون کو ذیل کی مناجات پر ختم کرتے ہیں اور درگاہ قاضی الحاجات میں دست بدعا ہیں کہ ہمیں نقیب الاولیاء کی تکمیل کی توفیق دیوے۔ آمین۔

مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات از فقیر مؤلف نقیب الاولیاء

فضل کر یارب محمد مصطفٰے کیواسطے
کر مری حاجت روا آل عبا کیواسطے
حل مری مشکل کو کر مشکلکشا کیواسطے
واسطے حسنین کے خیر النسا کیواسطے
کر اثر کو ترجمان میری دعا کیواسطے

یا الٰہی حضرتِ خیبر شکن کا واسطہ
عابد سکین غریب بے وطن کا واسطہ
چار یاروں کا تصدق پنجتن کا واسطہ
اہلبیتِ پاک کے رنج و محن کا واسطہ
کر بسبب بیدا کوئی ردِ بلا کیواسطے

یا الٰہی قاضی الحاجات تیرا نام ہے
ورد میرا کارِ جان خاطر نا کام ہے
تو خدا ہے خلق پر انعام تیرا عام ہے
تو دوا ہے ہر مرض ہی دافع آلام ہے
غم ترا تریاق ہے زہرِ بلا کیواسطے

تو وہ یکتا ہے کہ نا ممکن ہے تجسا دوسرا
کب کسیکو ہے تکبر ای خدا تیرے سوا
کون ہے جو حکم میں تیرے کرے چون و چرا
کبریائی ہی تجھے شایاں ہی تو ہی کبریا
کبر زیبا ہے تری ذات علا کیواسطے

ای خداوند جہان کاراج تیرے ہاتھ ہے
تو خدا ہی ہر غنی محتاج تیرے ہاتھ ہے

نیک و بد کا نیک و بد سب کاج تیرے ہاتھ ہے | خلق کے پیدا کئے کی لاج تیرے ہاتھ ہے

آسرا ہے ذات تیری دوسرا کیواسطے

گو تغیر سے بری ہے حکم دیوانِ قضا | آیۂ جف القلم ہے پایۂ شانِ قضا
یعنی ان سٹ ہو سفر نقش دیوانِ قضا | فی المثل حکم بیاضی ہووے فرمانِ قضا

گر ترا فرمان ہو رد قضا کیواسطے

تیرے فیضِ لطف سے ہووے گلش گلبن ببول | تو وہ زر خاک کی ڈھیری ہووے حسن قبول
گر نہیں تائید تیری کوششیں ہیں سب فضول | بے تری اکسیر رحمت کے نہیں کچھ بھی حصول

خاک چھانے لاکھ کوئی کیمیا کیواسطے

نار کو تو نے کیا گلزار ابراہیمؑ پر | نقش مردودی لکھا نمرود کی تقویم پر
نار مشرک کو براتِ مومنان تسنیم پر | ای مرے مالک میں راضی ہوں تری تقسیم پر

عیش نیکوں کے لئے دکھ اشقیا کیواسطے

قطرۂ بے آب کو چاہے تو دریا کرے | ذرۂ بیتاب کو سورج کا ہم پلہ کرے
تو اگر چاہے تو کیا کسنے کہ کیا سے کیا کرے | خار کو گل بد کو اچھا خاک کو دریا کرے

ہے خداوندی مسلم تجھ خدا کیواسطے

کیا کروں اللہ اکبر تیری قدرت کا بیان | ہیں تری قدرت کی ای مولا عجب نیرنگیان
ناقۂ صالح کو تپھر سے کیا تو نے عیان | مصطفےٰ کی انگلیوں سے کردیا دریا روان

تشنہ کام معجز خیر الوری کیواسطے

تو وہ خالق ہے کہ تو نے بحر و بر پیدا کئے | کوہ و صحرا دشت دریا موں خشک و تر پیدا کئے
حور و غلمان و ملک جن و بشر پیدا کئے | واہ رے قدرت ادھر مارے ادھر پیدا کئے

ایک اپنی ذات کو رکھا بقا کیواسطے

کیا کہوں کیسا ہوا عجب رہا ہے میرا دل — ہو گیا بالکل سیہ داغ ہوا سے میرا دل
رو کش آئینہ کر تاب جلا سے میرا دل — سینۂ خورشید کر صدق و صفا سے میرا دل

حضرت صدیق کے صدق و صفا کیواسطے

تو وہ قادر ہے کہ پتھر سے شرر پیدا کرے — دلمین سوز آہ آہون مین اثر پیدا کرے
آنکھ کی سیپی مین اشکون کے گہر پیدا کرے — گلستان دلمین آہون کے شجر پیدا کرے

چشم مین غم عشق کی نشو و نما کیواسطے

ہر نفس ہر مسجد و گرجا مین شیخ و پادری — کعبہ مین ہر یا صمد خوان بتکدہ مین آذری
خلد مین حور و ملایک قاف مین جن و پری — باغ مین مرغ سحر خوان دشت مین کبک دری

تر زبان ہین تیری تسبیح و ثنا کیواسطے

وا دریغا کیا کرون تفسیر بخت واژگون — ہے دم انشا گری میرا قلم مانند نون
ما اگر لکھتا ہون ہو جاتا ہے ہمشکل سکون — یا الٰہی حد سے گذرا ہے مرا حال زبون

ہاتھ شل ہون گر اٹھاتا ہون دعا کیواسطے

حملہ فوج ستم سے ہو گیا ہون مضمحل — عافیت کے قلعہ کی ملیسر گئی بنیاد وحل
میری ہستی سے جدائی چاہتے ہین آب و گل — لشکر غم نے کیا تاراج ملک جان و دل

کرمدد یارب سوار لافتیٰ کیواسطے

موجزن بحر مصیبت کوتنی اسباب مین — بادبان ٹوٹا ہے لنگر بہ گیا سیلاب مین
جوش طوفان ہوا ہے ناخدا ہے خواب مین — چرخ زن ہے میری کشتی موجۂ گرداب مین

پار کر بیڑا مرا مشکلکشا کے واسطے

ملکِ جان پر ہے مسلط لشکرِ دارابِ غم ناتوان و زار و بیکس ہون نہین پایابِ غم	کشورِ ہستی ہوا فرمانرواۂ قرتابِ غم یا الٰہی دور کر دل سے مرے اسبابِ غم
اہل بیتِ پاک کے درد و بلا کیواسطے	
مین نہین کہتا کہ مجھکو شاہِ ہفت اقلیم کر یا مری خاطر قضا کا قاعدہ ترمیم کر	یا فلک کا میرے آگے خم سرِ تسلیم کر ہون مین عاصی مغفرت کا ڈھب مجھے تعلیم کر
کام جو آوے مرے روزِ جزا کیواسطے	
مین نہین کہتا کہ اقبالِ کیانی دے مجھے یا فریدون کا درفش کاویانی دے مجھے	یا فروغ طالع صاحبقرانی دے مجھے اے مرے مولا کوئی ایسی نشانی دے مجھے
جو بنے خطِ امان دفعِ بلا کیواسطے	
مین نہین کہتا کہ دے مجھکو شکوہِ قیصری بسکہ ہون مظلوم و بیکس کر عدالت گستری	مین نہین کہتا کہ دے فرمانرواۂ اسکندری دور کر سر سے مرے بیدادِ چرخِ چنبری
سید بیکس شہیدِ کربلا کے واسطے	
مین نہین کہتا مجھے قرتابِ نورِ ماہ دے یا وفورِ حسنِ صورت سے دلو نمین راہ دے	یا مثالِ مہر خرگاہِ فلک خرگاہ دے حسنِ توفیقِ عمل مجھکو مرے اللہ دے
حسنِ اخلاقِ رسولِ مجتبےٰ کیواسطے	
مجھکو اے مولا نہین جاہ و حشم کی آرزو کامرانی کی ہوس ہے نے جامِ جم کی آرزو	نے سرِ مسند نہ کچھ کوس و علم کی آرزو تیرا طالب ہون مجھے ہی تیرے غم کی آرزو
دے مجھے غم اپنا اپنے اولیا کیواسطے	
اے خدا اے قادرِ بیچون و چندا اے دادگر	قبلۂ آمالِ عالم ہے تری بخشش کا در

ملتجی ہون تجھسے مین بندہ نزار باچشم تر
کرمری اولاد کو شرم وحیا سے بہرہ ور

حضرتِ عثمانؓ کی شرم وحیا کیواسطے

یاالٰہی تجھکو اپنی کبریائی کی قسم
اپنے پیارے مصطفٰے کی مصطفائی کی قسم
اپنی مخلوقات کی اپنی خدائی کی قسم
بندگانِ بے نوا کی بے نوائی کی قسم

کرعطا برگِ نوا مجھ بینوا کیواسطے

ہان رہیگا دورِ گردون ہمسے برہم کب تلک
یعنی ضحاکِ ستمگر جم سے برہم کب تلک
فرطِ غم مین جانِ محزون دم سے برہم کب تلک
خاطرِ ناشاد فضلی غم سے برہم کب تلک

فضل کر فضلی پہ یارب مصطفٰے کیواسطے

بخشدے مجھکو مرے ماں باپ کو اجداد کو
ہیرے خویش واقربا کو اہل کو اولاد کو
میرے مرشد میرے ہادی کو مرے استاد کو
کل مسلمان مرد کو عورت کو سب افراد کو

خواجۂ عالم محمد مصطفٰے کیواسطے

اہل اللہ کے فضائل اور اُنکے ذکرِ خیر کے برکات کے بیان مین

بسکہ ہے دلمین مرے حبِ ولائے اولیا
کیون نہو ہردم مجھے شوقِ لقائے اولیا
جس سے ہے راضی خدا بھی اُس سے راضی فی المثل
خود رضائے حقتعالٰی ہی رضائے اولیا
اصطلاحِ شرع مین کہتے ہین جنت جسکو لوگ
ہی غلامِ گردشِ دولت سرائے اولیا
یاالٰہی ہوؤمین تیرے اولیاؤن کا غلام
کرمری سب مشکلین آسان برائے اولیا
اولیاؤن کی محبت پر ہو میرا خاتمہ
دین وایمان ہی مرا فضلی ولائے اولیا

سیمرغ

ساقیا جام شراب ناب دے ۔ تیرہ جان کو ساغر سرخاب دے
وہ نہین جسکو بناتے ہین مغان ۔ جسکے استعمال سے ہو سر گران
وہ نہین بنتی ہے جو انگور سے ۔ پیکے ہوتے ہین جسے رنجور سے
وہ نہین بکتی ہے جو بازار مین ۔ زہر سے بڑھکر ہے جو آزار مین
ساقیا دے مجھکو وہ جام شراب ۔ جسکا پینا ہے شریعت مین ثواب
دے وہ بادہ مجھکو اے پیر مغان ۔ میکدہ جسکا ہے بے نام و نشان
دے وہ مے پیتے ہین جسکو اولیا ۔ جسمین ہے مستی قرب خدا
دے وہ مے پیتے ہین جسکو پاکباز ۔ سر بسر شیشہ مینائی راز
دے وہ مے جو مست ربانی کرے ۔ میری ہستی سے مجھے فانی کرے
وہ مے سرجوش مینائی علوم ۔ جسکو پیتے تھے سدا مولائے رومؒ
دے وہ بادہ جسکو جامیؒ نے پیا ۔ جسکو عطارؒ و نظامیؒ نے پیا
وہ مے خمخانہ ناز و نیاز ۔ محی دین عربی تھے جس سے مست راز
دے وہ مے جو شاہ رمضانؒ نے پیا ۔ صاحب ایمان و عرفان نے پیا
دے وہ مے ہو جذب حق جسکی ترنگ ۔ بیخودی کی جس سے پیدا ہو اُمنگ
دے وہ مے اے ساقی فرخندہ خو ۔ نشہ جسکا حب اہل اللہ ہو
چور کر دے ساقی فرخندہ پے ۔ اولیاؤن کی محبت مین مجھے
ذکر ہو اُنکا سدا ورد زبان ۔ اُنکی مدحت مین رہون رطب اللسان

امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے احیاء العلوم مین لکھا ہے کہ خداتعالےٰ اور بندہ مین ایک باطنی نسبت ہوتی ہے نہ یہ کہ صورت و شکل ایک سی ہو بلکہ وہ مناسبت ایسے امور باطنی مین ہے کہ اُنہین سے بعض تو قال سے متعلق ہین جو بیان و تحریر مین لانے کی قابل ہین۔

اور بعض ایسی مناسبت ہین کہ اُنکا زبان پر لانا یا کتاب مین لکھنا بالکل ہی ناممکن ہے بلکہ پردۂ غیب ہی مین رکھنا ضروریات سے ہے۔ ایسی مناسبت بندہ کے حال سے تعلق رکھتی ہے جب سالکانِ طریق معرفت سلوک کی شرطونکو پورا کر لیتے ہین تو وہ امور باطنی حال ہوکر سالکوں پر خود کھلجاتے ہین۔ ظاہر ہے کہ حال کی کیفیت کو زبانِ قال ادا نہین کرسکتی پس جو مناسبت قابل بیان ہے اور قال سے متعلق ہے وہ یہ ہے کہ بندے کا قرب خدا تعالیٰ سے اُن صفات میں ہوجاوے جسکی پیروی کا قرآن و سنت مین حکم ملا ہے جو آیہ تخلقوا باخلاق اللہ مین ہے۔ یعنے اللہ کے سے اخلاق اختیار کرو یعنی مطلب یہ ہے کہ اوصافِ آلٰہی مین سے محامد صفات کو حاصل کیا جاوے مثلاً علم اور نیکی اور احسان اور لطف اور دوسرونکو خیر کا پہنچانا اور خلق پر ترحم کرنا اور اُنکو نصیحت کرنا اور حق بات کی ہدایت کرنی اور بری باتون سے منع کرنا وغیرہ تمام مکارم شرع پر عبور عمل۔ ان صفات سے بندہ کو خدا کا قرب حاصل ہوجاتا ہے یہ قرب قرب مکانی نہین ہوتا بلکہ ازروی صفات کے حاصل ہوتا ہے۔

دوسرا وہ خاص مناسبت جسکے بیان مین زبان ناطقہ لال ہے یا زبانِ قال اُس حال کو ادا نہین کرسکتی یا اُن اسرار کے اظہار کی ممانعت ہے اُسکا اشارہ خداوند تبارک و تعالیٰ کے قول سے ظاہر ہے کہ یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ اور اس سے بھی واضح تر اس دوسری آیت مین فَاِذَا سَوَّیْتُہٗ وَنَفَخْتُ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِیْ اُسی مناسبت مین وہ امور بھی داخل ہین جن وجوہات سے آدمؑ کو اناجعلناک خلیفۃ فی الارض کے خطاب سے

خلافتِ الٰہی کا منصب عظیمہ عطا ہوا ہے اور حدیث ان اللّٰہ خلق آدم علیٰ صورتہٖ کی رمز بھی اسی مناسبت کیطرف منسوب ہے۔ اب ہم ان اسرار نا قابل اظہار کے بیان کو قلم انداز کرکے اپنے اصل مدعا کیطرف رجوع کرتے ہین۔

جب سالک ان باطنی مناسب کی منزلون کو طے کرلیتا ہے تو فرضون پر قایم ہوکر قرب نوافل کے مقام کمال پر عروج فرماتا ہے اُسوقت درگاہ عزت وجلال مین قربت حق کی بلند کرسی پر اُسکو بٹھلاتے ہین اور ولی اللہ کا خطاب دیتے ہین۔

عارفون کی اصطلاح مین حسب اختلافِ مراتب فقیر۔ درویش۔ عارف باللہ۔ صوفی۔ عارف۔ صدیق۔ خاصانِ خدا۔ قطب مدار۔ قطب عالم۔ ابدال و اوتاد۔ نجبا۔ نقبا۔ محب محبوب ان ہی قدسی نفوس کا نام ہے آیہ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ان ہی برگزیدہ حضرات کی شان مین نازل ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان ہی خاصان حق کی شان مین فرمایا ہے اِنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ لَعِبَادًا يَغْبِطُهُمُ الْاَنْبِيَآءُ وَالشُّهَدَآءُ قِيْلَ مَنْهُمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صِفْهُمْ لَنَا لَعَلَّنَا نُحِبُّهُمْ قَالَ قَوْمٌ تَحَابُّوْا بِرُوْحِ اللّٰهِ مِنْ غَيْرِ اَمْوَالٍ وَّلَا اكْتِسَابٍ وُجُوْهُهُمْ نُوْرٌ عَلٰى مَنَابِرَ مِنْ نُوْرٍ لَا يَخَافُوْنَ اِذَا خَافَ النَّاسُ وَلَا يَحْزَنُوْنَ اِذَا حَزِنَ النَّاسُ ثُمَّ تَلَا اَلَا اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ٥

نسیم رُخ

یعنے فرمایا رسول پاک نے	مخبرِ حق صاحبِ لولاک نے
حق کے بندون مین بتحقیق اے اخی	ہین کچھ ایسے بندگان خاص بھی
دیکھکر اُنکا مقام و مرتبہ	رشک کرتے ہین شہید و انبیا

عرض کی احباب نے یا مصطفیٰ　　ہمکو بھی فرمایئے اُنکا پتا
تاکہ ہو دین ہم بھی یا بدر الدجیٰ　　بہرہ ور اُنکی محبت سے ذرا
آپنے فرمایا یہ اصحاب سے　　ہین وہ ایسی قوم ای فرخندہ پے
رحمتِ اللہ کی امید پر　　ہے محبت اُنکی باہم بے سبب
لوگ جب ڈرتے ہین وہ ڈرتے نہیں　　اور غم کرتے ہین وہ کرتے نہین
نور ہین وہ مونہہ اُنکے نور ہین　　ممبرون پر نور کے مسرور ہین

ہین وہ بیخوف اُنکو ڈر مطلق نہین
وہ کبھی ہوتے نہین اندوھگین

مطلب اس حدیث کا یہ نہین ہے کہ ولی نبی سے افضل ہے بلکہ ولی ہر حالت مین نبی کا تابع فرمان اور نبی کی دعوت کی تصدیق کرنیوالا ہوتا ہے اور پھر مطابق انبیاء علیہم السلام اولیاء کرام سے فاضل ترین بلکہ قول فیصل یہ ہے کہ ولایت کی نہایت نبوت کی بدایت ہے ولایت کی دو قسمین ہین **ولایت عامہ** دویم **ولایت خاصہ**۔ ولایت عامہ مین تمام مومن مشترک ہین کما قال الله تعالیٰ الله ولی الذین امنوا یخرجھم من الظلمٰت الی النور۔ ولایت خاصہ واصلین ارباب سلوک سے مخصوص ہے وھو عبارۃ عن فناء العبد فی الحق والبقاء بہ فالولی ھو الفانی فیہ والباقی بہ نہایت سیر الی اللہ سے فنا مراد ہے اور بدایت سیر الی اللہ سے بقا مراد ہے ہم اس تقریر کو مختصر کر کے اصل مطلب کیطرف رجوع کرتے ہین اولیاء اللہ کی تعریف مین بہت سی آیات و حدیثین وارد ہین چنانچہ در ثمین مین شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے کہ مین نے ایک حالت مین جو خواب اور بیداری کے درمیان ہے جناب سرورکائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ من اکرم الناس عند اللہ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من استھلک فی ذاتہ فی ذاتہ وصفاتہ فی صفاتہ مولانا حبیب اللہ بن احمد سوزان رحمۃ اللہ نے سر خیمہ رحمت مین بحوالہ صاحب کشف المحجوب لکھا ہے کہ اللہ کے ولی وہ برگزیدہ قدسی **نفوس** ہین جنکو خدا نے

دوستی اور ولایت سے مخصوص فرمایا ہے وہ والی ملک ومظہر افعالِ الٰہی ہین انواعِ کرامات سے مخصوص ہین آفاتِ طبع سے پاک ہین اور متابعتِ نفس سے مبرا ہین۔ آسمان سے بارش اُنکے دم قدم کی برکت سے برستی ہے زمین مین سبزہ اور نبات اُنکی صفائی حال سے اُگتا ہے اُنکی کرامتین اور اُنکے خوارق عادات امت کے واسطے پیغمبر علیہ الصلوات والسلام کے معجزون کی دلیل ہین چنانچہ حدیث شریف مین آیا ہے۔

قال رسول الله اتدرون لاغمی وفی ای شئ المکوی وفرای شئ اشتیاقی قال الخبرکم ان شاء الله ثم تنفس الصعداء وقال ھاہ مشوقا اخوانی من بعدی فقال ابوذر یارسول الله اولنا اخوانک قال انتم اصحابی واخوانی یجئسون من بعدی شانھم قوم یفرون من الآباء والامھات ومن الاخوۃ والاخوات ومن القرات باکلھم ابتغاء مرضات الله ترکون المال الله ویذلون انفسھم بالتواضع لله لایرغبون فی الشھوات وفضول الدنیا مجتمعون فی بیت من بیوت الله کانھم غرباء تدابھم محزونین لخوف النار وحب الجنۃ فمن یعلم قدرھم عند الله لیس بینھم قرابۃ والاماق یعطون بھا البعض اشفق من الابن علی الوالد من الاخ ھاہ شوقا الیھم یفرغون انفسھم ذران الواحد من کل الدنیا ونعیمھا بنجاۃ القیھم من الاعذاب الابد دخول الجنۃ طرضات الله اعلم یا اباذران لواحدہ منھم اجرسبعین بدریا یا اباذر ان الواحد منھم اکرم علی الله من کل شئ خلق الله علی وجہ الارض یا اباذر قلوبھم الی الله وعملھم لله لومرض احدھم لہ افضل عبادۃ الف سنۃ وصیام نھارھا وقیام لیلھا وان شئت حتے ازید یا اباذر فقلت نعم یارسول الله زدنا

قال لو ان احدۃ منہم اذا مات فکانما مات ما فی السماء الدنیا من فضلہ علی اللہ

وان شئت ازیدک قلت نعم یا رسول اللہ زدنی قال یا ابا ذر لو ان احدہم

لوذیہ قملۃ فی ثیابہ فلہ عند اللہ اجر اربعین حجۃ واربعین عمرۃ واربعین

غزوۃ وعتق اربعین نسمۃ ولد اسمعیل ویدخل واحد منہم ثنی عشر الفا

فی شفاعتہ فقلت سبحان اللہ فقال النبی تعجبون من قولی وان شئتم

حتی ازیدکم قال ابو ذر نعم زدنا فقال النبی یا ابا ذر لو ان احدا منہم اشتہی

شہوۃ من شہوات الدنیا فیصبر ولا یطلبہا کان لہ من الاجر بذکرا اھلہ ثم

یغتم ویتنفس کتب اللہ لہ بکل نفس الفی الف حسنۃ ومحی عنہ الفی الف سیئۃ

ورفع لہ الفی الف درجۃ وان شئت ازیدک یا ابا ذر قلت حبیبی یا رسول اللہ

زدنی قال لو احد منہم یصبر مع اصحابہ لا یقطعہم و یصبر فی مثل جوعہم وفی

شدۃ غمہم کان لہ من الاجر کاجر سبعین ممن غیرا بتوک وان شئت ازیدک

قلت نعم زدنا قال لو ان الواحد منہم یضع راض فی الارض سبعین الفا ولعبدی

وولیی فی جنتی ما التمنی یا ملائکتی وعزتی وجلالی لانا ارحم بولیی وانا خیر لہ

من المال للتاجر والکسب للکاسب فی الاخرۃ لا یعذب ولیی ولا خوف وشدۃ

بین اصحابہ لہ اجر مقتول بین الرکن والمقام ولہ اجر من یموت فی حرم اللہ

ویدخل الجنۃ وان شئت فلا تقوموا من عندہم حتی ینظر اللہ الیہم

فیرحم اللہ ویغفر لہم ذنوبہم ذکرا منہم علی اللہ قال النبی ما المقصر فیہم

افضل عند اللہ من الف مجتہدین من غیرہم یا ابا ذر ضحکم عبادۃ

فرحہم تسبیح ونومہم صدقۃ والقاسم جہاد وینظر اللہ الیہم فی کل یوم

ثلث مرات یا اباذر انی الیہم لمشتاق ثم غمض عینیہ فبکی شوقا قال اللّٰھم احفظہم وانصرھم علی من خالف علیہم ولا تخذلہم واقر عینی بہم یوم القیمۃ الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون - **ترجمہ منظوم**

آپ نے فرمایا یاروں سے کہ کیا	کچھ تمھیں معلوم ہے یہ ماجرا
ہے مجھے کاہے کا غم کیا درد ہے	ہر نفس جو لب پہ آہِ سرد ہے
کچھ خبر ہے تمکو اے یاروایا	میرے دلمیں فکر ہے کس چیز کا
ہے مجھے کس شے کا دردِ اشتیاق	میری طاقت ہوگئی کس شے سے طاق
عرض کی یاروں نے یا خیر البشر	آپ فرماوین نہیں ہمکو خبر
آپنے فرمایا یہ اصحاب سے	برگزیدہ اپنے سب احباب سے
تمکو اُن لوگوں کی دیتاہوں خبر	میرے دل مین جنکے غم کا ہے اثر
مین سناتاہوں تمھیں جنکا بیان	ہے وہ میرا اک گروہِ دوستان
شوق اُنکا میرے دل پر شاق ہے	جی مرا اُس قوم کا مشتاق ہے
بعد ازین اک آہ کی اور یہ کہا	آہ واشوقاہ اخوان الصفا
سُنکے بوذرؓ نے کہا اے محترم	کیا نہیں ہین تیرے بھائی بندہم
آپنے فرمایا بوذرؓ سے نہین	تم صحابی ہو برادر ہے نہین
تم تو میرے دوست ہو احباب ہو	وہ مرے بھائی ہین تم اصحاب ہو
تم مرے اصحاب ہو اے نیک پے	بعد مین آوینگے وہ بھائی مرے
برگزیدہ ہین وہ مردانِ خدا	اُنکو ہے پیغمبروں کا مرتبا
جانتے ہین ہیچ اپنے آپ کو	راہِ حق مین چھوڑدین ماں باپ کو

چشم پوشد از حطامِ دنیوی ترک گویند احترامِ دنیوی
پاک ہون شہواتِ نفسانی سے پاک خاکساری مین فروتن مثل خاک
در ہوائے جنت و خوفِ جحیم با دلِ پر درد از امید و بیم
چون غریبان سقیم و مستمند خاصہ در کنج مساجد جا کنند
مرحبا با اینکہ رکھتے ہین عیال اُنکے ہاتھون مین نہین کچھ گنج و مال
مہربان و بے طمع با یکدگر اپنے خویشاوندسے شیر و شکر
ایک پر یون دوسرا قربان ہے گویا سب کا یہی ارمان ہے
مہربان آپس مین ہین وہ ایک جان جیسے ہو بھائی پہ بھائی مہربان
آہ کی اور پھر یہ فرمایا کہ ہان آہ واشوقاہ ہجرِ دوستان
اس جماعت نے خدا کیواسطے حق کے دیدار و لقا کیواسطے
جنۃ الفردوس کے ادراک مین عیش دنیا کو ملایا خاک مین
خوفِ دوزخ سے جگر لبریز ہے یادِ حق کی آگ دل مین تیز ہے
یا ابوذر کیا کہون اُن کا صلہ حق ہے نشتر غازیان بدر کا
کیا سجود و کیا رکوع و کیا قیام ہین خدا کے واسطے سب اُنکے کام
یادِ حق کا ولولہ ہے جان مین ہر نفس رہتے ہین حق کے دھیان مین
جو زمین و آسمان مین ہے تمام اُنکا سب چیزون سے برتر ہے مقام
وہ اگر رنجور ہون بیمار ہون زار ہون یا صاحبِ آزار ہون
روزہ دارون کا ثوابِ بے شمار اُنکو دیتا ہے جنابِ کردگار
بعد ازین بوذر سے فرمایا کہ ہان کیا سنوگے اور بھی اُنکا بیان

عرض کی بوذر نے ہاں یا مصطفیٰ ۔ اور بھی کیجے بیان یا مصطفیٰ
آپ نے فرمایا بوذر سے کہ ہاں ۔ چھوڑے اُنمین سے اگر کوئی جہان
خلق جوفِ آسمانِ دنیوی ۔ جزو ہی کل جہانِ دنیوی
سوگ مین اُسکے بسکہ غم فرسود ہو ۔ فی المثل معدوم ہونا بود ہو
بولے حضرت کیا بیان کچھ اور بھی ۔ عرض کی بوذر نے ہاں کچھ اور بھی
آپ نے فرمایا اے بوذر اگر ۔ اُنکو جون جامہ مین پہونچا وے ضرر
حق سے اس پاداش مین یوم الحساب ۔ اُنکو ہے چالیس عمرہ کا ثواب
اور ہون چالیس حج اُسپر زیاد ۔ حسبتہً للہ اتنے ہی جہاد
اُنکو ہے ازبسکہ اجر بیحساب ۔ ہے زیادہ اس سے بھی اُنکا ثواب
اس ضرر کے اجر مین روز شمار ۔ بخشتے جائین امتی بارہ ہزار
اولیائے حق کا سنکر ماجرا ۔ کچھ تعجب سا ابوذر نے کیا
پس تعجب سے کہا کیا بات ہے ۔ پاک ہی حق پاک کی ذات ہے
بولے حضرت کیون تعجب ہے تجھے ۔ اس سے بھی افزون مین اُنکے مرتبے
تو اگر چاہے کہون کچھ اور بھی ۔ اُنکے درجے ہین فزون کچھ اور بھی
ہو اگر اُن کو کسی شے کا خیال ۔ یعنے دنیائے دنی کا کچھ ملال
نفس طالب ہو سرور عیش کا ۔ دھیان ہو دل مین وفور عیش کا
دل مین ہو شہوات نفسانی کا شوق ۔ نفس چاہے عشرتِ دنیا کا ذوق
اتقا سے وہ گروہِ پاک باز ۔ نفس کی خواہش سے رکھے دل کو باز
اجر مین اُسکے خدائے دوجہان ۔ اُنکو دیویگا ہزارون نیکیان

دو ہزار عصیان کرے اُنکے معاف — تم سے کہتا ہون ابوذر صاف صاف

پھر یہ فرمایا کہ اس سے بھی فزون — تم اگر چاہو تو یا بوذر کہون

عرض کی بوذر نے ہان فرمایئے — اور بھی اسکا بیان فرمایئے

جوش مین پھر آیا بحرِ بیکران — پھر ہوئے گویا لبِ گوہر فشان

گفت پیغمبر اگر زیشان کسے — از غمِ دل زار زار نالد کسے

خاصہ سر تا سر ملک بر آسمان — زار مینالند بر غمہاے شان

با ملایک ہا رسد از حق خطاب — گریہ تان چیست ای قربت مآب

در حضورِ حضرتِ دریاے راز — جملہ میگویند با عجز و نیاز

چون نہ ما گریم ای یزدانِ پاک — بندۂ تو کرد آہ دردناک

بعد ازین گوید خداوندِ جہان — ای ملایک ہان گواہ باشید تان

بندۂ من از غمِ من شد دژم — پس ہمانا من ازو راضی شدم

بندہ ام ہمباز با پیغمبرانست — بے سخن ہمراز با پیغمبرانست

بندہ ام ایدون مرا خواند اگر — در شفاعت لب بجنباند اگر

مردمِ عاصی ہزار اندر ہزار — ہان بیامرزم فزون از شمار

انچہ گوید ویژہ بپذیرم ازو — نے گرفتہ بعد ازین گیرم پرو

با جلال و عزتِ خویشم قسم — بندہ را از مالِ او نیکوترم

در قیامت بندگانِ خویش را — یعنے این خیلِ رضا اندیش را

جا دہم در مامنِ باغِ نعیم — ایمنی بخشم مراز ہر گونہ بیم

گفت یا بوذر خوشا احوال شان — مرحبا صد مرحبا اعمال شان

گرتنے زیشان دو رکعت از نماز | باجماعت خاصہ بگذار د فراز
افضل ست آنکہ در لبنان کسے | بگذراند عمر خود دریاد حے
در حضور حضرت شان زیستن | از ادب یکرہ بشان نگریستن
بہتر ست از دیدن بیت الحرام | حبذا اے دوستان خوش مقام
پس بخوابانید چشم اشکبار | در غم و در یاد شان بگریست زار

گا ذکرنا انبیائی وسرہنگان بارگاہ الہی کے بیان مین

حضرات اولیائی کرام جنکے قلزم اوصاف سے ایک قطرہ اور جنکے آفتاب شمائل اخلاق سے ایک ذرہ بطور نشتے نمونہ از خروارے ہمنے آیات احادیث سے ابھی حوالہ قلم بیان کیا ہے انہین سے بعض حضرات صاحبان خدمت کے نام سے موسوم ہین دنیا کے انتظام مہمات ملکی کے واسطے جیساکہ ظاہری بادشاہ اپنی قلمرو کے ہر صوبہ ہر ضلع ہر نواح ہر قریہ مین مختلف کارکن کارپرداز مثلاً صوبہ دار تحصیلدار کوتوال شحنہ چوکیدار وغیرہ وغیرہ عہدہ دار مقرر کرتے ہین اسی طرح اللہ جل شانہ نے جو حقیقی بادشاہ عالم ظاہر و باطن کا ہے اپنے مقربان بارگاہ عزت وجلال سے خاص خاص بندون کو منتخب فرما کر ہر اقلیم ہر شہر ہر قریہ مین جدا جدا خدمتون پر مامور فرمایا ہے گویا یہہ تمام ظاہری انتظام اسی باطنی انتظام کا پرتو ہے انہین جان رہبر ارکتوم ہین جو نہ خود اپنے حال سے واقف ہین ورنہ کوئی انکو پہچانتا ہے وہ ہر حالت مین خلق سے مستور رہتے ہین لیکن اس برگزیدہ گروہ سے جو حضرات صاحبان حل و عقدہ اور سرہنگان حق کے معزز نام سے نامزد ہین وہ اخیار - ابدال - ابرار - اوتاد - نقبا - وقطب و غوث کے نام سے مشہور ہین یہہ تمام آپس مین ایک دوسرے کو پہچانتے ہین وہ انتظامی امور مین اپنے اپنے فرائض اور خدمات کو جدا جدا ادا کرتے ہین انہین بعض افسر ہین اور بعض تحت ماتحت النصرام امور مین قاعدہ کے موافق ماتحت افسر کے اذن و اجازت کے محتاج ہین صاحب

لطائف اشرفی نے انکو دس اقسام پر تقسیم کیا ہے جسمین مکتومان و مفردان کی دو قسم قرار دیکر لکھا ہے
کہ مکتومان و مفردان کو امور بنی آدم و انتظام عالم سے کچھ علاقہ نہین ہے بعض کا قول ہے کہ باطنی عہدہ دار
بارہ قسم پر منقسم ہین اول اقطاب دوم غوث سیوم امامہ چہارم اوتاد پنجم ابدال ششم اخیار ہفتم ابرار
ہشتم نقبا نہم نجبا دہم عمدہ یازدہم مکتوم دوازدہم مفردان اب ہم ان معزز باطنی عہدہ داران کے
مراتب اور مقامات کا حال ذرا وضاحت سے ذیل مین درج کرتے ہین۔ اول اقطاب جمع قطب لغت مین
قطب چھتر اور سپہ سالار اور اوس میخ کو کہتے ہین کہ جسپر چکی کے گردش کا مدار ہے اور نیز ایک ستارہ
ساکن کا نام ہے کہ جو فرقدانکے قریب واقع ہے اور آسمان کا مدار اوسی ستارہ پر ہے اور اصطلاح
سالکان و زبان عارفان مین اوس ولی کو کہتے ہین کہ جو اپنے وقت مین تمام اولیاء الہی کے
سپہ سالار او سردار ہو حضرت سید محمد جعفر حسینی مکی علیہ الرحمۃ خلیفہ شیخ نصیر الدین محمود
چراغ دہلوی قدس سرہ نے ان تمام برگزیدہ حضرات کے مراتب و مقامات کو بحر المعانی مین نہایت ہی
وضاحت سے لکھا ہے۔ قطب مدار کی تشریح بحوالہ تالیفات شیخ داؤد قیصری علیہ الرحمۃ حسب ذیل
لکھی ہے فرماتے ہین کہ قطب مدار یا قطب عالم تمام عالم مین ایک ہوتا ہے موجودات عالم سفلی اور
عالم علوی کا وجود قطب کے وجود سے قایم ہے۔ قطب عالم کو حق تعالی سے بلا واسطے فیض پہونچتا ہے
قطب عالم کو قطب مدار اسی وجہ سے کہتے ہین کہ موجودات اہل دنیا و اہل آخرت کے وجود کا مدار قطب
مدار کے ذات سے وابستہ ہے قطب الاقطاب و قطب الارشاد و قطب جہانگیری بہی اسی قطب کو کہتے ہین
قطب مدار کے دو وزیر ماتحت ہین ایک داہنی طرف جسکا نام عبد الملک ہے دوسرا بائین طرف جسکو
عبد الرب کے نام نامی سے پکارا جاتا ہے عبد الملک وزیر یمین قطب مدار کے روح پر فتوح سے
فیض حاصل کرتا ہے اور اہل عالم علوی کو خود فیض پہونچاتا ہے۔ وزیر یسار عبد الرب مدار کے
دل سے فیض لیتا ہے اور اہل عالم دنیا و عالم سفلی کو خود فیضیاب کرتا ہے جب قطب مدار

دنیا سے رحلت فرماتا ہے عبدالملک وزیر یمین قطب مدار کے مقام پر متمکن ہوتا ہے اور عبدالرب وزیر
یسار عبدالملک کی جگہ ترقی پاتا ہے اور اس سلسلہ میں ابدال مومنین سے ایک ابدال جو قلب اسرافیل سے
نسبت کہتا ہے عبدالرب کی جگہ وزیر یسار بنایا جاتا ہے قطب مدار کا دنیا کی زبان میں خواہ کچھ نام ہو
لیکن باطنی عہدہ دار انکی اصطلاح میں اوسکا نام ہمیشہ عبداللہ ہوتا ہے۔ قطب مدار کے ماتحت بارہ
قطب اور ہوتے ہیں۔ ان بارہ اقطاب میں سے ہر ایک قطب انبیائے کرام میں کسی ایک نبی کے
قلب سے نسبت خاصہ کہتا ہے اور ہر ایک قطب کا ورد قرآن کی صورتوں میں سے کسی ایک خاص صورت
ہوتا ہے۔ چنانچہ قطب اول نوح علیہ السلام کے قلب اور قدم پر ہوتا ہے اور سورہ یسین اوسکا
ورد ہے دوئم برقدم حضرت ابراہیم علیہ السلام ورد سورہ اخلاص سوئم برقدم کلیم اللہ ورد اذا
جاء نصر اللہ چہارم برقدم حضرت عیسےٰ روح اللہ ورد سورہ فاتحہ پنجم برقدم داؤد علیہ السلام ورد
اذا زلزلت الارض ششم برقدم حضرت سلیمان علیہ السلام ورد سورت واقعہ ہفتم برقدم حضرت
ایوب ورد سورہ بقر ہشتم برقدم الیاس ورد سورہ کہف نہم برقدم حضرت لوط ورد سورت انعام
دہم برقدم حضرت ہود ورد سورہ انعام یازدہم برقدم حضرت صالح ورد سورت طٰہٰ دوازدہم
برقدم حضرت شیث ورد سورہ ملک یہ بارہ اقطاب قطب مدار کے وزیران نامدار کے ماتحت قلوب
انبیائے کرام سے فیض پاتے ہیں۔ ان میں سے سات قطب تو ہفت اقالیم میں یعنی ہر ایک اقلیم میں
ایک قطب اقلیم کے نام سے نامزد ہے اور پانچ اقطاب کا نام قطب ولایت ہے یہ پانچ قطب اقطاب
اقالیم کے ماتحت اولیائے عالم اور عارفان بنی آدم کو ولایت متعلقہ میں اسرار معارف سے
فیض یاب فرماتے ہیں انکے سوا اور بھی اقطاب ہیں مثلاً قطب زہاد قطب عباد قطب غنا قطب
متوکلان وغیرہ ہر قریہ اور ہر شہر میں بھی ایک ولی ہوتا ہے جو اوس قریہ یا شہر کا قطب کہلاتا ہے
قطب مدار کا اختیار ہے کہ کسی ایسے قطب کو اوسکے عہدے سے معزول کرے اور اوسکی جگہ دوسرے کو

مقرر کردیے شیخ علاؤالدین سمنانی کا قول ہے کہ قطب مدار صاحب ولایت شمسی ہے یعنے جیسا کہ آفتاب
تمام عالم پر چمکتا ہے ویسی طرح قطب مدار کے پرتو فیض نور سے تمام عالم روشن ہے جب قطب مدار
حیات فاخرہ پاکر سلوک میں ترقی کرتا ہے مقام فردانیت پر فائز ہو جاتا ہے۔

افراد کا بیان

افراد بالفتح تنہایان و طاق و در اصطلاح سالکان افراد ستان اند کہ تجلی فردیہ بواسطہ حسن متابعت
حضرت رسالت علیہ السلام محقق شدہ اند و از غایت کمال کہ ایشان راست از دایرہ قطب مدار بالاتر
مقام دارند حضرت سید محمد جعفر علیہ الرحمۃ بحر المعانی میں لکھتے ہیں کہ افراد کی دو قسم ہیں افراد کامل
و غیر کامل۔ دونوں کا مقام قطب مدار سے افضل ہے میں نے سفر سیر و طیر میں ان حضرات کو دیکھا ہے
اور ہر ایک سے باطنی نعمتیں اس فقیر کو پہونچی ہیں۔ ان برگزیدہ حضرات کے مقامات کو میں نے مشاہدہ
کیا ہے افراد کی کوئی تعداد معین نہیں ہے افراد تعداد میں کثیر ہیں لیکن چشم خلایق سے مستور ہیں
سوای قطب مدار یا بعض دیگر اقطاب کے افراد کو کوئی نہیں پہچانتا۔ افراد کامل جو حضرت علی کرم اللہ
وجہہ کے قلب میں سلوک میں ترقی کرتا ہے تو قلب حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مشرب کمال کے
نعمائے فیض سے شراب معارف کو نوش فرماتا ہے اس سے اونچا مقام قطب حقیقی کا ہے۔ جب سالک مشارب
قلبی جناب رسالت پناہ سے فیض پاکر سلوک ترقی کرتا ہے اس مقام پر پہونچتا ہے قطب حقیقی کے مقام سے
آگے مقام معشوقی ہے جسکو دوسرے لفظوں میں قطب وحدت بھی کہتے ہیں حضرت سید جعفر مکی فرماتے ہیں
کہ اس مقام پر تمام اولیای الٰہی سے سوای حضرت غوث صمدانی شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ اور حضرت
محبوب الٰہی شیخ نظام الدین اولیا بدایونی کے اور کوئی ولی نہیں پہونچا۔ بلکہ سوائے ان دو حضرات کے باقی اولیاء
اللہ اس سے پہلے اپنی موجودہ عمر میں ترقیات مدارج ہو کر اس منزل تک پہونچیں اس عالم سے عالم جاودانی
کو رحلت فرما گئے۔ صاحب بحر المعانی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ حضرت افراد کے ان مقامات کا حال میں

اپنی دائمی مشاہدے لکھہ رہا ہون چنانچہ مین ایکروز دہلی سے شرف حصول ملازمت کیواسطے ہانسی حضرت
مین حضرت شیخ قطب الدین منور ہانسوی حاضر ہوا اور شرف پاپوسی ہوا وداع کے وقت مین نے فاتحہ خیر کی
درخواست کی حضرت شیخ قدس سرہ نے فرمایا کہ ای فرزند وجود تو ہمہ فاتحہ است اسیوقت میرا تمام وجود فاتحہ
ہوگیا اسیکی تائید مین پہر فرماتے ہین کہ مین دریائے نیل مصر مین ایکروز حضرت خضر علیہ السلام کی مصاحبت مین
سفر کشتی کر رہا تہا۔ شاہدان لایزالی یعنے اولیاء الٰہی کے مقامات مین بات چیت شروع ہوئی خضر علیہ السلام
نے فرمایا کہ شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ اور شیخ نظام الدین اولیا بدایونی کا مقام معشوقی تہا پہر فرمایا کہ
واسعہ ہمچون نظام الدین بدایونی در زیر کبود آسمان نیامدہ است و نخواہد آمد الخ من بحر المعانی۔

ابدالونکا بیان

لغت مین بدلا بالضم جمع بدیل عارفون کی اصطلاح مین خدا تعالیٰ کے وہ بندگان خاص کہ طی مکان اور
طے زمان اور وقت واحد مین نہ صرف ایک جگہ متعدد مقامات مین اصلی صورت اور حیثیت مین نمودار
ہوتے ہین جنکی شان مین ہے شعر شیخ در مصر و خرقہ در کرمان ✱ خرقہ بازی چنین کنند ایشان
حضرت سید جعفر مکی علیہ الرحمہ نے بحر المعانی کے چودہوین مکتوب مین ان مردان خدا کے آثار و نشان ونکا
بیان کیا ہے ہم حضرت شیخ قدس سرہ کے اصلی عبارت کا ترجمہ لکھتے ہین۔ حضرت لایزال کے خاص
بندے جو ابدالونکے معزز خطاب سے ملقب ہین۔ خلایق کے آنکہہ سے مستور رہتے ہین سوائے اون اہل حقیقت
جنکا وجود کمال قرب سے ہمہ تن حقیقت ہوگیا ہے عوام الناس اونکو نہین دیکہہ سکتے وہ خاصان خدا کا ایک گروہ ہے
جسمین سات تن شامل ہین چنانچہ خواجہ عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بدلاء امتی سبعۃ۔
یہہ سات ابدال ہفت اقلیم مین رہتے ہین ہر اقلیم مین ایک خاص ابدال نامزد ہے۔ خلق خدا کو مصیبت
اور عاجزی کے وقت خدا کے حکم سے مدد کرنا اور مظلومونکی فریاد کو پہونچنا اونکا کام اور اونکی خدمت خاص ہے
جب ان مین سے کوئی وفات پاجاتا ہے عالم ناسوت سے کسی صوفی باصفا کو اوسکا قایم مقام کردیتے ہین

اور تحمل کے نام سے انکو پکارتے ہین ان سات ابدالونمین ابدال اقلیم اول کا نام عبد الحی ہے وہ قلب ابراہیم
علیہ السلام پر ہے۔ اقلیم دویم مین عبد النعیم ہے جو موسی علیہ السلام سے نسبت معنوی رکہتا ہے اقلیم سویم مین
عبد المجید ہے جو ہارون علیہ السلام سے فیض پاتا ہے جو ابدال اقلیم چہارم کے ذمہ وار ہین انکا نام عبد القادر ہے
وہ ادریس علیہ السلام سے منسوب ہین پانچوین ابدال پانچوین اقلیم مین رہتے ہین انکا نام عبد القاہر ہے وہ قلب
یوسف علیہ السلام پر ہین۔ چھٹی اقلیم مین عبد السمیع ابدال ہین جو عیسے علیہ السلام سے مناسبت رکہتے ہین
ساتوین اقلیم مین عبد البصیر ابدال ہین جو آدم علیہ السلام کے قلب مبارک پر ہین خ ای محبوب مین ابدالونکی
صحبت مین رہا ہون اور انکے ساتھہ سفر کرتا رہا ہون۔ یہہ ابدال لطائف معارف اور اسرار الٰہی کے رمز شناس
ہین اسد تعالی کی حکمت بالغہ نے جو اسرار اور تاثیرین کواکب سبعہ مین امانت رکہی ہین یہہ ان سب سے
واقف اور کواکب سبعہ کے تاثیر خود انمین موجود ہے گویا ہر ایک ابدال ایک ستارہ ہے کواکب تاثیر کا ماثر ابدالونکے
وجود سے مناسبت رکہتا ہے چنانچہ جیسا کہ ستارونکی تاثیر سعد اور نحس ہوتی ہے اسیطرح ان ابدالونمین سے دو
ابدال عبد القادر و عبد القاہر غضب الٰہی کے وقت کسی قوم مستحق کے واسطے آلہ بربادی بنائے جاتے ہین شہرون اور
قومونکو جو غضب الٰہی مین مبتلا ہوتے ہین انکی ہمت سے نیست اور برباد کیا جاتا ہے ان ساتکے سواتین سو ستاون
اور ابدال ہین۔ جنمین سے تین سو ابدال تو حضرت آدم صفی اسد کے قلب پر ہین یہہ تمام ابدال اوس پہاڑ مین رہتے ہین
جس سے چشمہ نیل نکلا ہے اور اوسی جگہہ یہہ فقیر انسے ملا ہے ان ابدالونکی غذا شلغم بدخشان اور بلغ بیابان ہے ابدالونکو
کا سیر وطیر سے علاقہ نہین ہے بلکہ یہہ ایکجگہ ساکن ہین اور خدا کی یاد مین معروف ہین چنانچہ حدیث صحیح مین عبد اسد
ابن مسعود سے مروی ہے ان اولیاء اسد تعالی فی الارض ثلثمائۃ قلوبہم علے قلب آدم علیہ السلام والاربعون
قلوبہم مثل قلب موسیٰ علیہ السلام والسبعون قلوبہم علی قلب ابراہیم علیہ السلام والخمس قلوبہم مثل قلب
جبرئیل علیہ السلام والثلاث قلوبہم علی قلب میکائیل علیہ السلام والواحد قلبہ مثل قلب اسرافیل علیہ السلام
جبکہ یہہ ایک ابدال جو قلب اسرافیل علیہ السلام سے مناسبت رکہتا ہے فوت ہوجاتا ہے تو تین ابدالون مین سے

ایک ابدال کو اوسکا قایم مقام کرتے ہین اور پانچ ابدالونکی جماعت مین سے آئین گے تعداد ایک سے پوری کرتے ہین
اور سات تین ابدال سے ایک ابدال کو اوسکی جگہ ترقی دیتے ہین اور جب ان سات ابدالون سے کوئی مرجاتا ہے
ابدالکی جماعت سے ایک ابدال ترقی پاکر ساتکی تعداد پوری کیجاتی ہے اور چالیس کی تعداد پوری کرنیکے واسطے
تین سو ابدالون سے ایک ابدال انتخاب کیا جاتا ہے اور جب تین سو کی تعداد مین کمی ہوجاتی ہے تو زہاد صوفی
مشرب سے حسب ضرورت زہاد انتخاب ہو کر وہ اصلی تعداد برابر کیجاتی ہے اور یہ تمام ابدال ترتیب کو رابس قطب
اول سے فیض حاصل کرتے ہین جو قلب اسرافیل سے مناسبت رکھتا ہے تین سو ابدال جو قلب آدم علیہ السلام سے
مناسبت رکھتے ہین اونکا ورد ربنا ظلمنا انفسنا ہے چالیس ابدال جو قلب موسی پر ہین دعا موسی اونکا وظیفہ ہے
رب انی ظلمت نفسی فاغفرلی فغفرله انه هو الغفور الرحیم ۔ اور ہفت ابدال جو قلب ابراہیم پر ہین اونکا ورد رب ہب لی
حکما والحقنی بالصالحین اور پانچ ابدال جو قلب جبرئیل علیہ السلام پر واقع ہین اونکا علم مقام جبرئیل سے تجاوز
نہین کرتا اور تین ابدال جو قلب میکائیل پر ہین وہ مقام میکائیل پر متمکن رہتے ہین اور ایک ابدال جو قلب اسرافیل پر ہے
اوسکا علم مقام اسرافیل پر قایم رہتا ہے اور جو ابدال پیغمبر سے نسبت رکھتے ہین اونکا نام بھی اوسی پیغمبر کے نام پر ہوتا ہے
لیکن پانچ ابدال جو قلب جبرئیل ہین اونکا نام جمال الدین ہے جو قلب میکائیل سے متعلق ہین اونکو محمد کہتے ہین اور جو اسرافیل
قلب سے علاقہ رکھتا ہے اوسکا نام احمد ہے ابدال جو قلب اسرافیل سے نسبت رکھتا ہو جب زیر قطب کے جگہ ترقی پاتا ہے اوسکا
نام عبد الرب ہو جاتا ہے۔

اوتاد کا بیان

لغت مین اوتاد جمع وتد بمعنی میخ سالکان معرفت کے اصطلاح مین اون چار اولیا کا نام ہے اور چہار رکن عالم مین
معموری دنیا و انتظام قیام خلایق اونکی ذات والا صفات سے وابستہ ہے صاحب بحر المعانی فرماتے ہین کہ یہی اسمین سے
ایک مغرب مین رہتا ہے اوسکا نام عبد الودود ہے دوسرے مشرق مین رہتا ہون اونکو عبد الرحمن کہتے ہین تیسرے کی سیرگاہ
جنوب مین ہوئی ہے اونکو عبد الرحیم کے نام سے پکارتے ہین۔ چوتھے کا مقام شمال مین ہے عبد القدوس اونکا
خطاب ہے۔ جیسا کہ پہاڑون سے زمین سکون مین ہے اسیطرح عالم انکے وجودونکی برکت سے قایم ہے۔

نقبا کا بیان

نقبا بالضم گوہان و برخود گرفتگان کار مردم اور اہل باطن کے اصطلاح مین وہ تین سو مردان خدا جنکو ابرار کہتے ہین نجبا بالضم و بالفتح برگزیدگان و بزرگوان یہ چالیس تن ہین مردان غیب سے یہہ حضرات متفرق کار خلایق و حلال مشکلات ہین آدمیون

چہل تن اند و ہر چہل دایم * بامور جہانیان قایم * نجبا بالضم و بالفتح ہفت تن جنکو رجال الغیب کہتے ہین انکو اخیار بہی کہتے ہین تمام نقبا کا نام علی اور نجبا کا حسن اور اخیار کا نام حسین - عمدہ تعداد مین چار ہین ان سبکو محمد کہتے ہین - غوث لغت مین بالفتح فریاد رس الکان اللہ کے اصطلاح مین غوث قطب کو کہتے ہین یہہ ایک ہوتے ہین غوث کا نام عبد اللہ ہے جب غوث مرجاتا ہے گروہ عمدہ سے اوسکی جگہہ ترقی پاتا ہے اور عمدہ کی جگہہ اخیار اور اخیار کے جگہہ نجبا اور نجبا کی جگہہ نقبا ترقیات مدارج کمال ہوتا ہے - مسکن نقبا زمین مغرب ہے - اور مقام نجبا مصر ہے اخیار ہمیشہ سیاحت مین رہتے ہین غوث کا مسکن مکہ ہے قطب مدار ہمیشہ بڑے شہر مین رہتا ہے باقی اقطاب قصبات و قریات مین رہا کرتے ہین اوتاد و ابدال کا کوئی خاص مقام مقرر نہین ہے - امامان وزیران یمین و یسار قطب مدار کہتے ہین فقط

یا الٰہی ان مقدس حضرات کے تصدق مین سراپا گناہ مظفر احمد مؤلف نقیب الاولیا کو ظاہری اور باطنی گناہون سے بچا اور اعمال نیک کی توفیق دے - اور نقیب الاولیا کو انکے دم قدم کے مبارک برکات سے تکمیل کو پہونچا - یا الٰہی اگرچہ مین گنہگار ہون لیکن تو جانتا ہے کہ تیری مقبول اور برگزیدہ بندگان خاص سے مجہے دلی محبت ہے - تو سچا ہے اور تیرا رسول سچا ہے تیرے رسول کا فرمان ہے کہ جسکو جس سے محبت ہوگی وہ اوسیکے ساتہہ رہیگا اور اوسی کے سات اوسکا حشر ہوگا پس میرے حال سے تو واقف ہے مجہے ان سے محبت ہے زندگی مین اپنے گنہگار بندے کو انکے ساتہہ رکہہ اور حشر مین انہین کے ساتہہ اوٹہائیو آمین یا رب العباد

آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند * آیا بود کہ گوشۂ چشمی بما کنند *

بلحاظ مصلحتِ مآل پہلا سبق جو اپنے شاگرد رشید کو پڑھایا تھا کہ جاؤ علم پڑھو تمھارے کاروبار کا دار و مدار محض علم پر منحصر ہے ؎

در پس آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند	انچہ اُستا داز ل گفت ہمان میگویم

چنانچہ جب آپ تحصیل علم سے فارغ ہوے اور رشد کمال کو پہونچے مشاہدہ نے روز روشن کیطرح جہان کو دکھلا دیا کہ آپ آفتاب عالمتاب ہین اور جس ذرہ پر آپکی نظر پڑی وہ بھی آپکے فیض پرتو اور پرتو فیض سے آفتاب کی طرح چمکنے لگا۔ آپکے فضل و کمال کے فیض سے صدہا امی عارف اور ہزارون ناقص کامل ہوگئے بلا مبالغہ لاکھون شرک آپکے وعظ و نصیحت کی برکات سے تائب ہوکر متقی بنگئے اور شاہ اسمٰعیل قادری رح کا مکاشفہ صاف طور پر آپکی استعداد و کمالات کا آئینہ ثابت ہوا۔

تاریخ کی کتابون سے ثابت ہوتا ہے کہ اسکے بعد بھی اُسی زمانہ مین کئی مرتبہ آپ شاہ اسمٰعیل قادریؒ کی حضور مین پے درپے حاضر ہوتے رہے ہین چنانچہ مولانا رکن الدین علیہ الرحمۃ اپنے جد بزرگوار شاہ اسمٰعیلؒ کے حالات مین لکھتے ہین کہ ہمچنین چند بار دیگر اتفاق رفتن شاہ محمدؐ رمضان در سوانی و منگانی ماند و چون شاہ اسمٰعیل قادری بحصار فیروزہ تشریف آوردند شاہ محمدؐ رمضان را بطریق خاص بصدق محبت ہر بار کہ اتفاق آمدن در حصار شدے بے ملاقات حضرت اسمٰعیل ہرگز نہ رفتے۔ واز طرفین بسیار اشتیاق ملاقات و اظہار اخلاص بودے۔

ان واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ شاہ محمدؐ رمضان کا شاہ اسمٰعیل قادریؒ سے مخلصانہ اعتقاد اور حضرت شاہ اسمٰعیل قادری کو آپ سے بزرگانہ شفقت اور اتحاد

حد درجہ بڑھا ہوا تھا شاہ محمد رمضانؒ کی نیازمندی اور آپ کی مربیانہ محبت کی کشش
گویا اندازہ کی ترازو کے دو ہموزن پلڑے تھے جو بخط مستقیم ایک دوسرے کے
محاذین برابر تلے ہوے تھے۔

حسن اور عشق کے انداز جو ہمنے تولے دونون میزانِ تعقل مین برابر اُترے

ان رازو نیاز کی صحبتون کے واقعات مین تاریخ کے صفحات پر بعض جگہ ایسے بیل بوٹے بھی
نظر آرہے ہین کہ جنمین آپ کے بچپن کے سادہ خیالات کی جھلک پائی جاتی ہے۔
اللہ اللہ بچپن کا زمانہ بھی کیا زمانہ ہے خواہ کوئی پیر ہو یا ولی۔ غوث ہو یا قطب اس عمر کے
انداز ہی نرالے ہوتے ہین۔ تذکرۃ السالکین مین لکھا ہے کہ حضرت شاہ اسمٰعیل قادری کے
حلقہ مجلس مین خواص وعوام علماء وفضلاء کثرت سے حاضر ہوتے تھے آپکا دربار
گویا ایک تختہ گلزار تھا کہ جسمین رنگارنگ اقسام کے پھول اپنی بہار دکھاتے تھے
حضرت ممدوح علیہ الرحمۃ کی عادت تھی کہ حضار مجلس کے سامنے دینیات کے مسائل
یاد فرماتے اور ہر شخص کو اسکے حال کے موافق پند ونصیحت سناتے قال اللہ وقال الرسول کا
ذکر شروع کرتے تو بس نہ کرتے دوران تذکیر ووعظ مین حضار مجلس سے اگر کوئی شخص
اُٹھنا چاہتا تو مانع ہوتے اور جانے نہ دیتے اس اثناء مین اگر کوئی شخص انگڑائی لیتا
یا اونگھ جاتا یا کسی کے بشرہ حال سے کاہلی کے آثار دیکھتے تو ناراض ہوکر فرماتے
کہ قوم کے دل ایسے سوگئے ہین کہ ہلانے سے بھی نہین جاگتے۔ معلوم ہوتا ہے کہ
غافلون کے دل سوئے نہین بلکہ مردہ ہین۔ اور ایسے مردہ ہین جسکو اعجاز مسیح بھی
زندہ نہین کرسکتا۔ یہ عادت حضرت علیہ الرحمۃ کی عام تھی اتفاق سے شاہ محمد رمضانؒ بھی
اپنے بچپن کے ہاتھون ایک روز اس جھپیٹ مین آگئے۔

شاہ اسمٰعیل قادری رحمتہ اللہ علیہ کا کشف

اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ ایک مرتبہ شاہ محمد رمضان آپکی ملاقات کیو اسطے حاضر ہوئے عادت سے واقف تھے خیال کیا کہ حاضر ہوتے ہی طومار پند ونصیحت کا کھل جائیگا۔ دوران وعظ مین اُٹھنا ناممکن ہے پس نہ معلوم کسوقت اجازت ہو اور کتنی دیر لگے۔ خواجہ معزالدین حضرت علیہ الرحمتہ کے فرزند ارجمند سے رابطہ اتحاد کے سوا آپ کی بے تکلفی بھی ازبس تھی۔ آپنے انسے مشورہ کیا کہ اس معاملہ مین کیا کرنا چاہئیے مین سلام کے بعد جلد رخصت ہونا چاہتا ہون۔ صلاح یہ قرار پائی کہ ملاقات سے تھوڑی دیر بعد خادم ہمرکاب یون کہے کہ فلان کام ضروری کرنا ہے اب چلنا چاہئے غالبًا اس حیلہ سے حضرت علیہ الرحمتہ معترض نہونگے اور جلد رخصت فرماوینگے مولوی رکن الدین لکھتے ہین کہ یہ مشورہ پختہ کرکے میرے والد بزرگوار خواجہ معزالدین علیہ الرحمتہ اور شاہ محمد رمضان مع اپنے خادم کے حضرت علیہ الرحمتہ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور بعد اجازت بیٹھے ہی تھے کہ حضرت علیہ الرحمتہ نے اپنے مکاشفہ سے اس مشورہ کی قلعی کھولدی۔ اور فرمایا کہ تم یہ مشورہ کرکے آئے ہو اور اپنی عادت معہودہ کی موافق وعظ شروع فرمادیا اور جسوقت تک چاہا وعظ فرماتے رہے اور رخصت کے وقت ارشاد ہوا کہ چون بخدمت درویشان روید حیلہ درمیان نیارید واز ناراستی حذر کنید ع

غافلی از جلالِ درویشان	الحذر از جلالِ درویشان

چالیسواں کالُ

ابھی آپ کے بچپن کا وہی بھولا پھلا زمانہ تھا اور سیر و سیاحت کا مرکز صرف شاہ اسمٰعیل قادری کا آستانہ نوخیز طبیعت مین شوق الٰہی کے فطرتی جذبات کا جوش کبھی تو مہم سے آپ کو حصار کھینچکر لاتا تھا اور کبھی شاہ اسمٰعیل قادری کا ارشاد تحصیل علوم کی تیاریون کے واسطے آپکو حصار سے اُلٹے پاؤن پہونچاتا تھا اچانک جہان کہنہ مین ایک نیا انقلاب عظیم پیدا ہوا جسکا نام چالیسا کال ہے۔ نعوذ بالنور کال کیا تھا قہر الٰہی کا نمونہ تھا اہل زمین کی تباہی اور خرابی کا خدائی فرمان یا مخلوق کی بربادی و ویرانی کا آسمانی اعلان یہ آفت بلائے ناگہانی ہو کر چپ چاپ زمین پر نازل ہوئی اور ملک مین اس سرے سے اُس سرے تک وبائے عالمگیر ہو کر پھیل گئی امساکِ بارش سے لہلہاتے کھیتیان جلکر خاک سیاہ ہوگئین چارہ اور پانی کی قلت سے مال مویشی ڈھور ڈنگر مرگئے۔ بستیان تباہ ہوگئین۔

نظم

الامان ایسا پڑا دنیا مین کال — اہل قال و حال بھولے قال و حال
فکر مین تھے پیٹ کے سب اہل فکر — ذاکرون کے لب پہ تھا روٹی کا ذکر
گھٹ گئی تھی قیمتِ حسن و جمال — عشق بازون کا دگرگون تھا خیال
حال سے بے حال سب عالم ہوا — جان کو جنجال اپنا دم ہوا
ملک مین برپا تھا طوفانِ غضب — موجزن تھا جوشِ بحرِ قہرِ رب
قہرمانِ قہر حق تھا جوش پر — ہوگئے تھے بند سب رحمت کے در
تھے زمین پر بند در ہائے فلک — کام سے معزول تھے ابر و ملک
بے اثر آہین دعائین تھین فضول — بسکہ مسدود تھا بابِ قبول

کیا کرون اساک بارش کا بیان / بن گیا تھا تپ کے تانبا آسمان
آسمان دیکھا کئے اہل زمین / لہلہاتی کھیتیان سب جل گئین
ہو گئے تھے چشمہ ہاے آب خشک / [illegible] تھے سب چہ و تالاب خشک
بن گئے تھے باغ ویران ہو گے بن / پھول مرجھا کر ہوئے داغ چمن
پھول پھل گلزار مین جنگل مین روکھ / قحط بارش سے گئے یک لخت سوکھ
ناج تھا نایاب مثل کیمیا / شہپر عنقا ہوا ہر برگ گیا
ہر جگہ تھا قحط غلہ قحط آب / تھا سراسر ملک ویران و خراب
قحط کے قبضہ مین ملک و راج تھا / بادشہ مثل گدا محتاج تھا
دانہ دانہ کو ترستے تھے امیر / یاس سے بدلی تھی امید فقیر
تھے جو مشہور جہان نامی کریم / ہو گئے تھے تنگدستی سے لئیم
رنگ ریان جو اڑاتے تھے سدا / تھی غذا جن کی پلاؤ قورما
کیا کہون اے آہ انکا ماجرا / بھوک سے تھا رنگ چہرہ کا ہوا
قحط تھا اجناس ماکولات کا / ساگ کا اناج کا پھل پات کا
اسقدر تھا ملک مین غلہ کا کال / ہو گیا بہر دوا ملنا محال
ہو جو ناممکن دوا کے واسطے / کب میسر ہو غذا کیواسطے
مٹ گیا تھا ناج کا نام و نشان / جان بلب فاقہ سے تھے اہل جہان
بھوک کی شدت سے دم جانے لگا / آدمی کو آدمی کھانے لگا
بھون کر مان باپ بچے کھا گئے / بھوک مین کتنے ہی بچے کھا گئے
حال تھا ابتر ہر اک جاندار کا / دام و دد کا مرغ و مور و مار کا

آب و دانہ کو ترستے تھے طیور		موت کے نزدیک تھے جینے سے دور	
ڈھور خالی پیٹ سب مرنے لگے		موت کا دم بھوک سے بھرنے لگے	
بھیڑ بکری اونٹ گھوڑے بیل گائے		مالکون نے اپنے ہاتھون کاٹ کھائے	

	کیمچہ پیا کر آدمی اشجار کو	
	باندھتے تھے پیٹ پر احجار کو	

منشی امیر چند نے رپورٹ بندوبست حصار مین اس کال کا مختصر حال اس طور پر لکھا ہے کہ ۱۷۸۳ء مین یہ قحط واقع ہوا۔ قحط کے صدمہ اور غدر سلطنت کی تباہی سے یہ ملک تمام ویران اور بے چراغ ہو گیا تھا۔ بلکہ بڑے بڑے شہر ہانسی حصار توشام ٹوہانہ۔ سرسہ فتح آباد۔ بالکل ویران ہو گئے تھے۔ چودہ برس تک یکقلم سوائے چند دیہات کے جسمین زبردست قومین آباد تھین یہ تمام ملک اوجڑ پڑا رہا۔ اس عرصہ مین کوئی خبر گیران نہ رہا۔

سلطنت دہلی کا نقشہ بگڑا ہوا تھا مرہٹون نے سلطنت دہلی پر قبضہ کر لیا تھا مولوی رکن الدین صاحب نے حصار کی تاریخ مین اسکا ماجرا اسیقدر زیادہ وضاحت کے ساتھ لکھا ہے جسکو ہم بجنسہ کتاب مذکور سے نقل کرتے ہین۔

در سمت ۱۸۴۰ مطابق ۱۲۰۰ھ ۱۷۸۳ء قحطے شد سخت کہ ہزارہا مردم بعذاب گرسنگی بمردند مسموع است از مردمان معتبر و مشہور ست کہ دو کس زنان فرزندان شیر خوار خود را کشتہ بریان کردہ بخوردند و چند کس حلال خوران کہ بہندی چوہڑا گویند در صحرا بر سر راہ پوشیدہ می نشستند چون در راہ مسافر تنہا رامی یافتند بہ سنگین یعنی چھرا زخمی کردہ کشتہ دور از راہ بردہ بریان کردہ میخوردند ازین خوف یک دو کس

بجز سلاح تنہا نمی رفتند بارے کنگٹ پچھادگان بارادت غارت بر حصار تاختند
پس بیرون آمد حاکم آن وقت پس کشت بسیارے را از راہزنان و جدا کرد سرہاے
آنہا را و تعمیر کرد منارہ و تعبیہ ساخت آن سرہا را دران منارہ تا کہ از دور بہ نظر می آمدند
تارک سرہا از ہر سوراخ و فی الحال آن منارہ کہ ۱۲۸۹؁ ہجری است و ۱۸۷۲؁ عیسوی ۱۹۲۹ سمت است
در مزروعہ یعنے کھیت چیٹھی سرکار کمشریٹ موجود ست و آن منارہ سرہان والہ
و منڈیان والہ مشہور ست درین ایام یعنے در ۱۷۸۳؁ باز کنگٹ پچھادگان بر حصار آمد
حاکم شہر برآمد از قلعہ و مقابلہ کرد و غلبہ نمود کنگٹ گریختہ متحصن شد حاکم و بہ بست
در شہر پس واپس رفتند رہزنان و بند نمود حاکم مذکور دروازہ ملتانی را بسنگ
و خشت تا سقف ازان روز مشہور شد طلاقی دروازہ پس تاخت آوردند سکھان
در ۱۲۰۰؁ھ و ۱۷۸۳؁ء بر حصار و تاراج کردند چنانکہ نماند تنفسے درین شہر پس بیامدند
رانگھڑان موضع تنگالی براے ستدن چوبہاے سقف یعنے کڑیہا و شہتیر یعنے
افرسپ کہ جملہ از چوب سال بود از بالاے دیوار کندہ فرو افگندند سبداو یعنے
ڈاٹ از وسط شہتیر بصدمہ فرو افتادہ علیحدہ شدہ دو یا سہ صد اشرفی فرو ریختند
چون دیدند ازان را بغیر و و طمع شان پس جمع میکردند خار و چوب و ہیمہ و کاہ را
و می انباشتند در زیر سقف و میزدند آتش را و می رفتند و مے آمدند روز دوم
و مے جستند در خاکستر زر را بہمچنین آتش زنی جملہ سقف مکانہا دو منزلہ و سہ منزلہ
سوختہ خاکستر میکردند پس مے جستند در خاک سیم و زر را و می سوختند دیگر را
تا آنکہ سوختند جمیع چوبہاے خورد و کلان سقفہاے عمارات اندرون و بیرون شہر را
و ویران و بے چراغ ماند شہر حصار تا پانزدہ سال بہ سبب نہ بودن حاکم زبردست

حافظ نگہبان واز خوف ظلم و تعدی ظالمان سیہ دل رہزنان کسے آمدہ آبادی نشدہ بلیت

.	کے آنجا دگر ہوشمنداں روند		چو آوازہ رستم بد بشنوند

قحط کے جان سوز شعلون سے ٹھیانہ بھٹی کی طرح تپ رہا تھا باگڑ مین گڑبڑ مچی ہوئی تھی ہریانہ کا ہرا بھرا باغ جل کر خاک سیاہ ہوگیا تھا تازہ داغ مصیبت یہ تھا کہ دہلی کی پورانی بادشاہت کا سکہ گھس کر بیکار ہوگیا تھا ملک مرہٹون اور سکھون کے تخت وتاراج کا میدان بنا ہوا تھا بادشاہی بدعملی سے بدامنی کا طوفان ہر جگہ جوش پر تھا۔ تہم بھی اِن آفات کی دستبرد سے نہ بچ سکا

قحط سے مہم کی تباہی اور ویرانی

لمولفہ

لے اے خرم ناز مبارک ہون ہم تجھے	آخر نہ بچ سکے ترے انداز سر سے ہم

قحط کی شدت اور مرہٹون کے دھاوے اور سکھون کی لوٹ مار سے شہر والون کے پاؤن اُکھڑ گئے۔ کیا مہاجن ساہوکار۔ کیا اہل حرفہ کیا زمیندار با حالتِ زبون وطن مالوفہ کو خیرباد کہکر اپنے آب ودانہ کیطرح جابجا بکھر گئے اور اپنے پراگندہ ہوش وحواس کیطرح بے ٹھکانہ ہوکر پریشان ہوگئے جس وقت مہم کی کائنات یہ تھی کہ شہر مین صرف آپکے خاندان کے چند آدمی گنتی کے بیس آپ کے خادم چند درویش باقی رہ گئے تھے مابقی شہر کے تمام اراکین وبکین جدھر کو رخ اُٹھا چلے گئے مکان خالی رہ گئے بستی ویران ہوگئی شہر مین سناٹا چھاگیا۔ خدا کی قدرت دیکھو وہ شہر جہان شور ہجوم مردم اور کثرت انبوہ خلایق سے

کاندھے سے کاندھا چھلتا تھا اور کان پڑی آواز نہ سنائی دیتی تھی۔اب ہو کا میدان اور ایک سنسان بیابان ہوے

وحشتِ دل نے کیا ہے وہ بیابان پیدا	سیکڑون کوس نہین صورت انسان پیدا

اگرچہ آپکا تمام خاندان فقر و فاقہ سے خوگر تھا اور آپ کے خاندان کا ہر ممبر قدرتاً درویش تنہائی پسند تھا۔ شہر کی ویرانی اور اپنی تنہائی کی تکلیفون کا مقابلہ رضا و تسلیم کے مرد میدان بنکر کرتے رہے اور فقیرانہ ہمت سے مردانہ وار استقلال کا دم بھرتے رہے لیکن یہ مسلمہ امر ہے کہ دنیا مین خواہ کوئی فقیر متوکل ہو یا امیر متمول کسی فرد بشر کا گذارا بدون اسباب تمدن کے ناممکن ہے شہر اہل حرفہ سے خالی تھا بازار بند۔ آخر انسان تھے زندگی کی ضرورتون کا دروازہ کھلا ہوا تھا ہر شے کی احتیاج جو انسانی زندگی کا خاصہ تھا شہر کی ویرانی سے مفقود تھا مایحتاج بہم نہ پہونچنے سے مشکلات کا سامنا ہوا۔ مگر نہ جاے ماندن نہ پاے رفتن۔ کرین تو کیا کرین جائین تو کہان جائین ہرچند آس پاس کے گاؤن بھینسی۔ چانگ وغیرہ کے مسلمان راجپوت سب آپ کے جان نثار معتقد تھے۔لیکن بدعملی نے وہ قیامت برپا کی تھی کہ ہر ایک متنفس اپنی مصیبت مین مبتلا تھا چارون طرف کے راستے یک لخت بند تھے۔ایک گاؤن دوسرے گاؤن کو کھلے بند دھڑلے سے لوٹ رہا تھا اس قیامت خیز ہنگامون مین آپکا خاندان بھم مین بحالت بیکسی نظر بخدا دوست بدعا لطیفہ غیبی کا منتظر تھا کہ دیکھیے پردہ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے۔

ناگاہ بمضمون مردے از غیب برون آید و کارے بکند۔

مظفر خان راجپوت کا نہور کو پتہ لگا کہ پیر خانہ پر پیغمبری وقت پڑا ہوا ہے

کاہنور سے باد و باران کی طرح دوڑا اور ایک معقول جمعیت کے ساتھ ہم پہونچا آپ کے تمام خاندان کو کاہنور لیگیا۔ خدمتگذاری مین مصروف ہوا۔ یہ شخص حضرت اقدس شاہ محمد رمضان رح کے باپ شاہ عبدالعظیم کا معتقد با اخلاص و مرید خاص تھا۔

ایام اقامت کاہنور کے واقعات اور حضرت شاہ محمد اسمعیل رح کی ولادت

قحط کی مصیبتناک چکی مخلوقات خدا کو بدستور پیس رہی تھی آسمان کا خراس اہل زمین کی چھاتی پر مونگ دل رہا تھا۔ للمولفہ

دورِ عالم ہو وہی گردش ایام وہی	دن وہی رات وہی ہو سحر و شام وہی

خشک سالی سوکھا مونہہ بنائے اپنی ہیبت ناک اصلی صورت پر قایم تھی کال کی ہوا عالم کی بربادی کے واسطے اپنے ابتدائی رخ پر سرسرا رہی تھی بارہوین صدی کا دور خاتمہ پر تھا۔ آپ کے والد ماجد شاہ عبدالعظیم مع اہل و عیال کاہنور اپنے مریدون کی جماعت مین مقیم و مہمان ہین حضرت اقدس شاہ محمد رمضان رح کی عمر تقریباً اٹھارہ سال کی تھی۔ غلہ اور دیگر اشیاء ماکولات نایاب ہین دہلی کی بادشاہت کے پرزے بگڑے ہوئے ہین انتظام درہم برہم ہے راستے خطرناک تجارت بند ہے کاہنور کے رانگھڑون کی روزی کا دار مدار لوٹ مار پر ہے رانگھڑون کے غول کے غول دھاڑ پر چڑھتے ہین جو کچھ لوٹ کھسوٹ مین ہاتھ لگتا ہے خود بھی کھاتے ہین عزیز مہمانون کو بھی کھلاتے ہین۔

رانگھڑون کو مشاہدہ اور تجربہ نے اس اعتقاد پر جما دیا ہے کہ مجذوب پیر کی اجازت بغیر دھاڑ مین پیشقدمی پسپا ہونیکی نشانی اور نقصان کا پیش خیمہ ہے چنانچہ شاہ عبدالعظیم مجذوب

کبھی تو رانگھڑون کی درخواست پر اجازت دیدیتے ہین اور کبھی اس ارادہ سے روکدیتے ہین ؎

دوش از مسجد سوے میخانہ آمد پیر ما	چیست یاران طریقت بعد ازین تدبیر ما

الصر رے اعتقاد اور واہ رے پیر پرستی رانگھڑ بھی آپ کے خلاف گھر سے پاؤن باہر نہین رکھتے۔

حاجی عبد الشکور صاحب نے اپنی یادداشتون مین لکھا ہے کہ ایک مرتبہ شاہ عبد العظیم مجذوب علیہ الرحمۃ نے رانگھڑون کی درخواست پر دھاڑ کی اجازت دیکر فرمایا کہ اس دھاڑ مین ایک بچھڑا فلان رنگ کا تمکو غنیمت مین ہاتھ لگیگا وہ ہمارا ہے۔ خدا کی قدرت رانگھڑون کو اُس دھاڑ مین علاوہ اور مال و اسباب کے ایک بچھڑا بھی ہو بہو اُسی حلیہ کا ہاتھ آیا جیسا کہ مجذوب پیر نے فرمایا تھا رانگھڑون نے بچھڑا حضور مین پیش کیا۔ آپنے فرمایا ہان یہ وہی بچھڑا ہے اور یہ بھی ارشاد ہوا کہ یہ ہمارا ہے۔

روایت ہے کہ رانگھڑون سے آپ فرمایا کرتے تھے کہ ہم قریش ہین مال غنیمت مین عشر ہمارا حق ہے۔ **لمولفہ**

سیمرغ

اولیاء حق کے قیل و قال پر	اعتراض اچھا نہین اے بیخبر
ظاہری باتون پہ انکی تو نہ جا	ہے جدا عالم سے ان کا ماجرا
اولیاء کا کر نہ اپنے پر قیاس	گھی کے دھوکے مین نہ کھا نادان کپاس
عقل سے باہر ہے انکی بات چیت	ہے نئی دنیا سے انکی رسم ریت

[illegible]

ہی نرالی سب جہان سے انکی بات
زہر ظاہر مین ہی باطن مین نبات

حکم پر ماموّر ہین مردِ خدا
تابعِ فرمانِ بےچون وچرا

دیکھتا ہے انمین جو کچھہ تو قصور
ہے وہ تیری عقلِ فاتر کا فتور

خدمتون پر حق سے یہ مامور ہین
حکم پر اللہ کے مجبور رہین

خلق مین جو چل رہا ہے کاروبار
ہے اِن ہی کے ہاتھ مین سبکا مدار

حکم سے کرتے ہین یہ سب انتظام
حکمِ رب سے ہے اِن ہی کا اہتمام

تجھکو کیا معلوم اسرارِ خدا
یعنے کیا ہے حکمتِ کارِ خدا

جانتے ہین خاص ہی خاصونکا کام
فہم سے عاری ہی یان عقلِ عوام

ماجرا خضرؑ و کلیم اللہؑ کا
ہے مفصل سب کتابون مین لکھا

دیکھہ لے قرآن مین مذکور ہے
خلق مین معروف ہے مشہور ہی

حکم یہ موسیٰؑ کو آیا ناگہان
جا وہان ملتے ہین دو دریا جہان

ہی مرا اک بندۂ مقبول وان
سیکھ اُس سے علمِ اسرارِ نہان

ہمنے بخشا ہے اُسے علمِ بطون
ہے ہمارے علم مین وہ ذوفنون

عرف مین سب خضر کہتے ہین اُسے
ہے ہمارے بندگانِ خاص سے

جا وہان اور سیکھہ اُس سے علمِ خاص
علمِ باطن مین ہے اُسکو اختصاص

پا کے موسیٰ حکمِ خلاقِ جہان
خضر کی خدمت مین پہونچے ناگہان

بعد تمہیدِ تحیات وسلام
کہہ سنایا مدعا اپنا تمام

حضرتِ موسیٰ کا سنکر مدعا
یون جواب صاف موسیٰ کو دیا

مردِ ظاہر بین ہے تو اے مردِ کار
مین امینِ باطنِ پروردگار

حق سے میری خدمتیں کچھ اور ہین / میرے دنیا سے نرالے طور ہین
تیری خو کچھ اور میری اور ہے / جب یہ حالت ہے تو جای غور ہے
کسطرح صحبت بہم آویگی راس / رہ سکوگے کسطرح تم میری پاس

زمانہ قیام کا ہنور کے اہم واقعات سے ایک یہ امر بھی ذکر کے قابل ہے کہ انہی دنون شاہ عبد العظیم کے مشکوی معلّے مین اٹھارہ سال کے بعد ایک دوسرا بیٹا پیدا ہوا محمد اسمٰعیل نام رکھا۔ اگرچہ مان باپ عالم غربت مین بے سرو سامان بے گھر غیرون کے مہمان تھے اس پژمردگی اور افسردگی مین خوشیان منانیکا تو کیا موقع تھا لیکن یہ ایک قدرتی امر تھا کہ مان باپ اپنے نونہال مولود کو دیکھکر باغ باغ ہوگئے۔ زمانہ نے مان باپ کی فلاکت اور عالم غربت مین نومولود بچہ کی ولادت پر چہ میگوئیان شروع کین نکتہ چین لوگون کے خیالات نے چین وچنان کے حاشیے چڑھاے مگر قضا و قدر کے معاملات مین کون چون و چرا کر سکتا تھا غیب سے آواز آئی خبردار حد ادب کو ہاتھ سے نہ دینا ؎

خاکسارانِ جہان را بحقارت منگر / تو چہ دانی کہ درین گرد سواری باشد

چارون طرف جہان مین ہی یہ قیل و قال آج / پیدا ہوا امر بی فضل و کمال آج
یارب یہ حال کیا ہے کھلا کسکا حال آج / سب قیل و قال بھول گئے مین اقال آج
نغمہ خوشی کا لب پہ ہے سب اہل قال کے / بیخود نشاط و جد مین ہین اہل حال آج
سامان ہو الٰہی یہ کس کے لباس کا / گردون پہ کہکشان ہی چرخے کی مال آج
ہے دھوم یہ مجدد دوران کا ہی ظہور / گردون نئی چلا ہے زمانہ مین چال آج
افسانہ ہاے دہر پورانے ہوئے تمام / تازہ نئے سرے سے ہوئے ہین خیال آج

چارون طرف ہی دہوم دہڑکا جہان مین — دل سے غمونکا دور ہوا احتمال آج
ہے بلبلون کے لب پہ ترانہ نشاط کا — پیدا ہوا چمن مین کوئی نونہال آج
زہرہ و مشتری مین ہم گفتگو ہے یہہ — ای نیک فال کیا ہے زمانہ کا حال آج
خورشید نے دبیر فلک سے کیا سوال — ہے دفتر فلک مین یہ کیا دیکھہ بھال آج
مریخ کیون زحل کیطرف دیکھتا ہی یون — آنکھین نکال کے بغضب لال لال آج
قسمت مین جو زحل کے نحوست کا ہی اثر — کہتی ہی کیون قضا یہ قدر سے کہ ٹال آج
باہم نظر ستارونکی ہے نیک بہرہ — زہرہ و مشتری کا ہے کیون اتصال آج
نیک اختری شگون و سعادت دلیل ہی — لیتے ہین لوگ کسکی ولادت کی فال آج
ناگاہ آسمان سے فرشتون نے دی ندا — کھولا گیا ازل کا ابد پر مآل آج
گھر مین جناب حضرت عبد العظیمؒ کے — پیدا ہوا ہے پور ہمایون خصال آج
شاہ و گدا امیر و فقیرون مین دہوم ہی — نکلا ہے گودڑی سے فقیرونکی لال آج
اللہ کا ولی ہے محمد کا لاڈلا — ہے عرش تا بہ فرش خوشی سے نہال آج
بہائی کو دیکھ کر شہ رمضان کی گود مین — بولا فلک کہ جمع ہین مہر و ہلال آج

آؤ تا فضلی ہم بھی چلین بارگاہ مین
گائین بدہاوا لائین زر و گنج و مال آج

ننہنے سے بچہ کی چوڑی چکلی پیشانی مین کوکبہ سعادت و اقبال جھلملا رہا تھا پیاری پیاری مبارک صورت پر خیر و برکت کا نور چھما چھم برس رہا تھا جو دیکھتا عشعش کرتا محبت سے پیش آتا فطرتًا رعب خداداد کا یہ حال تھا کہ کوئی آنکھ سے آنکھ نہ ملا سکتا اتفاق سے ماں بیمار ہو گئی[۱] مجذوب باپ پہلے ہی دنیا و مافیہا سے مدہوش تھا بڑے بھائی کی

۱؎ سانپ نے کاٹ لیا تھا

مربیانہ شفقت نے ماں کی مامتا بنکر اپنی نگرانی کی گود مین ہاتھوں ہاتھ اُٹھالیا۔ باپ نے ایک مخلص معتقدہ کو دودہ پلانے پر مقرر فرمایا اپنے سایہ عاطفت مین پرورش فرمائی عمر بھر وہ نازبرداریان کین کہ جسکی نظیر آج دنیا کے خاندانون مین کم نظر آتی ہے۔ لمولفہ

بھائی جو بھائی سے یون مہر و محبت کرے	مہر پدر لطف ام ہرج نہین گر نہو

یہ وہ زمانہ ہے کہ حضرتِ اقدس شاہ محمد رمضانؒ نے اپنی نارسیدہ عمر کیطرح ابھی تک تحصیل علوم ظاہری مین بھی ابتدائی مدارج سے آگے قدم نہ رکھا تھا لیکن فطرتاً قرآن و سنت کی پابندی کا ایسا التزام تھا کہ گویا احکام شریعت کے انصرام ہی کے واسطے قدرت نے آپ کو پیدا کیا تھا طبعاً ہر امر مین سنت کا اہتمام شریعت کا ادب مدنظر تھا لوگون کو منہیات سے روکتے نیک کامونکی ترغیب دیتے۔ آپکا وجود نیکیونکا پتلا تھا۔ آپکا خلق صفاتِ حسنہ کا نمونہ تھا۔

بسکہ پابند شریعت تھے جناب	تھا سدا پیشِ نظر حکم کتاب
تھے شمار عمر مین گو خورد سال	پر عمل مین تھے بزرگِ خورد سال
کام تھے طفلی مین پیرانہ تمام	ہونہار ایسے ہی تھے بڑون کا نام
تھے سراپا بسکہ اخلاص و نیاز	بن گئے تھے صورت روزہ نماز
علم مین تھے گو ابھی ہرچند خام	کام تھے پختہ بزرگانہ تمام
عالم طفلی مین با طبع سلیم	قاعدے پر تھے بڑونکے مستقیم
چال تھی اگلے بڑونکی چال پر	تھے نہایت مستقل اس حال پر

مجذوب باپ نے مشاہدہ کی عینک اور کشف کی دوربین سے باکمال بیٹے کی

موجودہ حالات اور آئندہ مقامات کو دیکھ کر لال کتاب کا خطاب دیا تھا۔

روایت ہے کا ہنور کے رانگھڑ آپکا وعظ سنکر جب آپکے مجذوب باپ کی خدمت مین حاضر ہوتے تو عرض کرتے کہ یا حضرت صاحبزادہ صاحب تو ہمکو وھاڑ چڑھنے سے روکتے ہین اور آپ عشر مانگتے ہین۔ آپ فرماتے ہان لال کتاب سچ کہتی ہے۔

اس زمانہ مین حضرتِ اقدس شاہ محمد رمضانؒ کو اگرچہ کوئی خاص شغل نہ تھا۔ لیکن علمی مشاغل اور تحصیل و تکمیل علوم کا خیال از بس تھا۔ مگر کاہنور ایک زمیندار کا گاؤن ہے نہ یہان کوئی ملا ہے نہ عالم فاضل شوق پورا ہو تو کیونکر مبیٹھے بیٹھے جب طبیعت گھبراتی تیر و کمان لیکر بستی سے دور جنگل مین جاتے تیر اندازی کی مشق کرتے یا وعظ و نصیحت فرماتے یا مجاہدات و ریاضات مین منہمک رہتے۔

آپ کے حالات مین اسی زمانہ کے واقعات سے چند دلچسپ روایتین اور بھی خاص و عام مین مشہور ہین۔

حاجی نور محمد علیہ الرحمۃ آپکے خلیفہ سے روایت ہے کہ مین نے خود حضرت اقدس شاہ محمد رمضانؒ سے سنا ہے آپنے فرمایا مین چالیس سال مین تو عمر تھا کاہنور مین ایک شخص میرے پاس آیا یہ بیان کیا کہ میری عورت کو جن کا خلل ہے مین نے ایک فلیتہ لکھکر جلایا جن جلگیا عورت اچھی ہوگئی رات کو حسب معمول ضروریات سے فارغ ہو کر سوگیا اتفاق سے مجھے نہانے کی ضرورت ہوگئی معاً آنکھ کھلی دیکھتا کیا ہون کہ جنات کی ایک جماعت میری چارپائی کو گھیرے ہوئے کھڑی ہے اُنمین سے ایک جن چگی ڈاڑھی والا غصہ کی حالت مین میری طرف جھپٹا اور مجھپر حملہ کیا چارپائی کے بہت ہی قریب آگیا تھا مین اسوقت کلامِ الٰہی پڑھنے سے معذور تھا